سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR – QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت مشگی ۶ (بغیر ضمیمہ درس قرآن مجید)

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ضمیمہ درس قرآن شریف

(پیشگی چار روپے)

(جلد ۸)

مورخہ ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۹ء مطابق ۲۹ اسوج سمت ۱۹۶۶

(نمبر ۵۱)

سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا | اڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

دس شرائط بیعت

اول۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کیوقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ ہوگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہرحالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ میں ہر وقت طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے موہنہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے اپنی زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

اندرین دین آمدہ از مادریم
ہم برین از دار دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

آن رسولے کش محمدؐ ہست نام
دامن پاکش بدستِ ما مدام

مہر او باشیر شد اندر بدن
جان شد و با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود از ہمان جائے بود

اقتدائے قول او در جان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

آن ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آن مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آن مورد لعن خداست

معجزاتِ انبیائے سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

یک قدم دوری از ان عالیجناب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

دستور العمل

عام قیمت اخبار سالانہ بغیر ضمیمہ ۶ بغیر وصولی قیمت پیشگی کسی صاحب کے نام اخبار جاری نہ ہوگا۔
خط و کتابت کے واسطے جوابی کارڈ آنا چاہیئے ورنہ جواب سے معذور۔
رسید زر اخبار میں چھاپی جاویگی علیحدہ رسید نہ دیجاویگی۔ البتہ جو صاحب قادیان میں دستی قیمت ادا کریں انکو ہر حال رسید حاصل کرنی چاہیئے اگر دو ہفتہ تک رسید نہ چھپے تو خط لکھ کر دریافت کرنا چاہیئے۔ تمام ترسیل زر بنام میان معراج الدین عمر پروپرائٹر قادیان ضلع گورداسپور ہونی چاہیئے۔
مینیجر بدر۔

وہ الفاظ جنہیں حضرت اقدس مسیح موعود بیعت لیتے ہوئے ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے تھے اور طالب تکرار کرتا جاتا تھا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ ۲ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ ۳ بار۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔ اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کیلئے دعا کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ یہ الفاظ بڑھا دیتے ہیں آج میں نور الدین کے ہاتھ پر ان تمام شرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں جن شرائط سے حضرت مسیح موعود بیعت لیا کرتے تھے نیز میں اقرار کرتا ہوں کہ خصوصیت سے قرآن و احادیث صحیحہ کے پڑھنے اور سننے اور اسپر عمل کرنے کی کوشش کرونگا اور اشاعت اسلام میں جان و مال بقدر وسعت و طاقت کمربستہ رہونگا اور انتظام زکوٰۃ بہت احتیاط سے کرونگا اور باہمی اخوان کو رشتہ محبت کے قائم کرنے

(دی ہمدم پریس قادیان میں پسران میان معراج الدین عمر پروپرائٹرز و پبلشرز و پرنٹرز کے حکم سے باہتمام قاضی اکمل اسسٹنٹ چھاپ کر شائع کیا گیا۔)

معاملہ کی صفائی

میں نے اس زمانہ میں جبکہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں رہتا تھا اور ساتھ ہی امتحان مختاری میں بھی شامل ہو جایا کرتا تھا بمجبوری بعض احمدی احباب سے کچھ رقوم بطور قرض لیں چونکہ میری نیت قرض لیتے وقت زیادہ تر تعلق کا بڑھانا تھا جس کو وہی عالم الغیب جانتا ہے۔ اس لئے میں نے اکثر احباب کو چھوٹی چھوٹی رقموں کے لئے تکلیف دی۔ اب میں امتحان مختاری میں سال گزشتہ میں بفضلہ کامیاب ہو گیا ہوں اس لئے وعدہ کے مطابق میں نے اپنی یادداشت کے رو تمام حساب بے باق کر دیا۔ مگر چونکہ مجھے اپنی یادداشت پر اعتبار نہیں اور بھول کا ہر وقت معترف ہوں اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا اعلان کرتا ہوں کہ اگر کسی احمدی صاحب کا کچھ قرض میرے ذمہ ہے تو مجھے یاد دلائے۔ اور وصول فرمالیں فقط

خاکسار ملا محمد۔ بی اے۔ ایل۔ مختار عدالت ٹھیکاکوٹ

درخواست دعا

سید ارادت حسین احمدی ساکن موضع اورین تمام احباب سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ان کے لئے سب بھائی دعا کریں کہ خدا وند تعالیٰ ان کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور تمام مصائب دنیاوی و ترددات جو ان کو لاحق ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے نجات دیوے۔ اور محمد سعید الحسن احمدی ساکن پورب سرائے مونگھیر تمام احباب سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ان کے لئے سب بھائی دعا کریں کہ خداوند تعالیٰ ان کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور تمام مصائب دنیاوی و ترددات سے جو اس وقت ان کو لاحق ہو رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ ان کو نجات دے اور ان کے والد مرحوم کے لئے بھی دعا کریں کہ خداوند تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کرے۔

عبرت حاصل کرو

برادر محی الدین صاحب ضلع گجرات سے لکھتے ہیں کہ یہاں کے پرگنات کی جا بجا زراعت بسبب رعد و برق باران جل کر خراب و برباد ہو گئیں۔ تمام ازلی نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھلایا اگر مخلوق ہے کہ عبرت حاصل نہیں کرتی اور حق کی مخالفت پر برابر تلی ہوئی ہے۔ افسوس!

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ماسٹر عبد العزیز نے ارادہ کیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے درس قرآن شریف کے مکمل نوٹ روز انہ آپ کے پاس پہنچا دیں۔ ابھی تک تھوڑی درخواستیں ان کو آئی ہیں۔ وہ شروع کر دیتے روزانہ منگوانے والے اصحاب کو صرف ماہوار کے علاوہ خرچ ڈاک بھی معمولی ہی برداشت کرنا پڑیگا ہفتہ وار منگوانے والوں کو بھی علیٰ ہذا۔ فقط

صدر الدین

المفتی

تہجد اور دیگر نوافل باجماعت

بعض دوستوں نے دریافت کیا ہے کہ نماز تہجد باجماعت پڑھنے کا کیا ثبوت ہے۔ اس پر مولوی سرور شاہ صاحب نے حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایسی حدیثیں نکال کر دی ہیں جن میں عام نوافل اور نوافل تہجد کے باجماعت پڑھنے کا ثبوت ہے۔ وہ حدیثیں بمعہ ترجمہ درج ذیل ہیں۔

حدیث اول۔ عن انس بن مالک ان جدتہ ملیکۃ دعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لطعام صنعتہ فاکل منہ ثم قال قوموا فاصلی لکم قال انس بن مالک فقمت الی حصیر لنا قد اسود من طول ما لبس فنضحتہ بماء فقام علیہ رسول اللہ وصففت انا والیتیم وراءہ والعجوز من ورائنا فصلی لنا رسول اللہ رکعتین ثم انصرف صحیح مسلم باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ۔

حدیث دوم۔ عن ابن عباس قال بت ذات لیلۃ عند خالتی میمونۃ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی تطوعاً من اللیل فقام النبی الی القربۃ فتوضأ فقام فصلی فقمت لما رأیتہ صنع ذالک فتوضأت من القربۃ ثم قمت الی شقہ الایسر فاخذ بیدی من وراء ظہرہ یعدلنی کذالک من وراء ظہرہ الی الشق الایمن قلت افی التطوع کان ذالک قال نعم۔

حدیث سوم۔ عن حذیفۃ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فافتتح البقرۃ فقلت یرکع عند المائۃ ثم مضی فقلت یصلی بہا فی رکعۃ فمضی فقلت یرکع بہا ثم افتتح النساء فقرأہا ثم افتتح آل عمران فقرأہا یقرأ مترسلا اذا مر بآیۃ فیہا تسبیح سبح و اذا مر بسوال سأل واذا مر بتعوذ تعوذ ثم رکع الخ

حدیث چہارم۔ اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان عائشۃ اخبرتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج من جوف اللیل فصلی فی المسجد فصلی رجال بصلاتہ فاصبح الناس یتحدثون بذالک فاجتمع اکثر منہم فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیلۃ الثانیۃ فصلوا بصلاتہ فاصبح الناس یذکرون ذالک فکثر اہل المسجد من اللیلۃ الثالثۃ فخرج فصلوا بصلاتہ فلما کانت اللیلۃ الرابعۃ عجز المسجد عن اہلہ فلم یخرج الیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطفق رجال منہم یقولون الصلوٰۃ فلم یخرج الیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی خرج لصلوٰۃ الفجر فلما قضی الفجر اقبل علی الناس ثم تشہد فقال اما بعد فانہ لم یخف علی شانکم اللیلۃ ولکنی خشیت ان تفرض علیکم صلوٰۃ اللیل فتعجزوا عنہا اور دوسری روایت میں اس کے بعد یہ آیا ہے کہ وذالک فی رمضان۔

ترجمہ حدیث اول۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ ان کی دادی ملیکہ نے رسول اکرم کو کھانے کے واسطے بلایا جو اس نے تیار کیا تھا آپ نے کھانا تناول فرما کر ارشاد فرمایا کہ اٹھو تو کہ میں تمہارے لئے (برکت دینے کے لئے) نماز پڑھوں انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے اٹھ کر چٹائی لی جو کہ مدت دراز پڑے رہنے سے سیاہ ہو گئی .... تھی تو اس کو پانی سے صاف کیا پس آپ اس پر کھڑے ہوئے اور میں اور الیتیم نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی اور نبی کریمؐ نے ہمیں دو رکعتیں نماز پڑھائی اور پھر واپس تشریف لیگئے۔ یہ حدیث صحیح مسلم کے ایک باب میں ہے جو کہ نفلوں کی جماعت کے جواز کے لئے منعقد کیا گیا ہے۔

حدیث دوم۔ ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ کے گھر پر ایک رات گذاری تو نبی کریم رات کے وقت نفل پڑھنے کے لئے اُٹھے اور مشکیزہ کے پاس جاکر اس سے وضو کیا اور نماز شروع کی تو جب میں نے آپ کو یہ کرتے ہوئے دیکھا تو میں بھی اٹھا اور مشکیزہ سے وضو کیا اور پھر آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا تو آپ نے اپنی پیٹھ کے پیچھے سے میرا ہاتھ پکڑ کر پیچھے سے اپنے دائیں طرف اس طرح برابر کیا۔ تو (عطاء جو کہ اس حدیث کو ابن عباسؓ سے روایت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ) میں نے کہا کیا یہ جماعت نفلوں میں تھی تو ابن عباسؓ نے کہا کہ ہاں یہ حدیث صحیح مسلم کے صلوٰۃ اللیل (تہجدوں کے) باب میں ہے

حدیث سوم۔ حذیفہ بن یمان کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے آنحضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے سورہ بقرہ شروع فرمائی۔ تو میں نے کہا کہ سو آیت پر رکوع کرینگے۔ پر آپ آگے ہی چلے گئے پھر میں نے کہا اس پر رکعت ختم کریں گے پر آپ آگے چلے گئے میرا خیال ہی تھا کہ اس کے ختم پر رکوع کریں گے پر آپ نے سورۃ النساء شروع کر دی تو وہ بھی پڑھ دی پھر آل عمران شروع کر دی تو وہ بھی پڑھ دی اور آپ بہت ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے جب کسی ایسی آیت پر گذرتے جسمیں تسبیح ہوتی تو تسبیح کہتے اور جب ایسی آیت گزرتے جسمیں کوئی دعا ہوتی تو دعا کرتے اور جب ایسی پر گذرتے کہ اس میں کسی چیز سے پناہ مانگنی ہو تو خدا کی پناہ مانگتے الیٰ آخر الحدیث۔ یہ حدیث بھی مسلم کے تہجدوں میں لمبی قرأت پڑھنے کے باب میں ہے۔

حدیث چہارم۔ عروۃ بن زبیر کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ نے خبر دی ہے کہ آنحضرتؐ رات میں نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی اور کچھ اور لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو صبح کیوقت اور لوگوں سے انہوں نے ذکر کیا تو پہلے سے زیادہ لوگ (دوسری رات) جمع ہوئے پس اس دوسری رات میں آپ نکلے لوگوں کو نماز پڑھائی اور انہوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی پھر صبح کیوقت ان لوگوں نے اوروں سے ذکر کیا پس تیسری رات تو لوگ مسجد میں سما نہ سکے تو آپ نہ نکلے اور کچھ لوگ انہیں سے الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہنے لگے لیکن آپ پھر بھی نہ نکلے یہاں تک کہ آپ فجر کی نماز کے لئے باہر آئے اور فجر کی نماز پڑھی اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد الخ پڑھا اور فرمایا۔ (امابعد پس تمہاری حالت بر رات میں کوئی خوف نہ تھا لیکن مجھے یہ خوف ہوا کہ صلوٰۃ اللیل (نماز تہجد اعنی تراویح) تم پر فرض نہ ہو جاوے اور پھر تم اس سے عاجز نہ ہو جاؤ (اور دوسری روایت میں اس کے بعد آیا ہے کہ یہ رمضان میں ہوا تھا باقی رہی وہ حدیث جس میں آیا ہے کہ ان تین راتوں کے بعد آنحضرتؐ کے زمانہ میں بھی لوگ تراویح کو اکیلے اکیلے باقی تہجدوں کے طریق پر پڑھتے رہے اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدا میں بھی یہی رہا اور پھر حضرت عمرؓ نے انکو باجماعت پڑھنا شروع کیا پس یہ عام طور پر مشہور ہے۔ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کتب محمد سرور و حکیم سیدی و مولائی حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام۔

قادیان۔ اخیر عشرہ ماہ رمضان میں صوفی تصور حسین صاحب بریلوی نے دونوں مسجدوں قرآن سنانا شروع کیا پہلی رات تین پارے کے قریب مسجد اقصیٰ میں اور تین پارے ہی مسجد مبارک میں (بڑی ہمت کا کام ہے اللہ تعالیٰ اس کا اجر دیوے)۔ **جنازہ غائب۔** شیخ محمد حسین صاحب مرادآبادی خوشنویس سررشتہ دار رجسٹرار بٹالہ نے ۸ ستمبر کو شام کیوقت انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی نسبت حضرت نے فتح اسلام میں صفحہ ۱۴ پر تحریر فرمایا ہے کہ شیخ صاحب کا صاف سینہ مجھے ایسا نظر آتا ہے جیسا آئینہ وہ مجھ سے محض للہ خالصۃً وجہ کا خلوص و محبت رکھتے ہیں ان کا دل حب للہ سے پُر ہے اور نہایت عجیب مادہ کے آدمی ہیں میں انہیں مرادآباد کے لئے ایک شمع نور سمجھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ محبت اور اخلاص کی روشنی جو انہیں ہے وہ کسی دن دوسروں میں بھی سرایت کر گئی۔ احباب ان کا جنازہ پڑھ دیں۔ **دعا مدد۔** ڈاکٹر محمد دین صاحب اپنی بعض مشکلات کے لئے اور میاں محمد حسین قادیان نے اپنے چھوٹے لڑکے کی صحت کے لئے دعائے صحت کے خواستگار ہیں۔ **تصحیح۔** صفحہ ... غلطی سے لکھا گیا ہے چونکہ ناسازی طبع ... باب امیر والمعتکف درس نہیں ہوا۔ اس لئے تفسیر کے لئے کوئی مضمون نہیں۔ لہٰذا ضمیمہ شائع نہیں ہوا۔

سرٹیفکیٹ یافتہ پریرخ مولوی کی مصنوعی فتح کی اصل حقیقت

اور

مباحثہ رامپور کی سچی اور واقعی کیفیت

ناظرین اس ہیڈنگ میں الفاظ (سرٹیفکیٹ یافتہ پریرخ مولوی) کو پڑھ کر متعجب ہونگے مگر ان کا تعجب بہت جلد رفع ہو جائیگا مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۲۰ جولائی کے پرچہ اہلحدیث میں مباحثہ رامپور کی کیفیت شائع کی ہے اس پرچہ کے صفحہ ۲-۳ میں آپ لکھتے ہیں۔

"اخیر دوسرے روز ہم تو بدستور مقام مباحثہ پر پہونچے مگر قادیانی کوئی نہ آیا آخر کار میں حافظ احمد علی خان صاحب ایک کاغذ ہاتھ میں لیے ہوئے آئے کہ سرکار نے فرمایا ہے آج مباحثہ نہ ہوگا یہ کاغذ قادیانیوں کی تحریر ہے جس میں لکھا ہے کہ مباحثہ جاری نہیں رکھ سکتے جس کی وجوہات کچھ تو سرکار کے حضور میں کہ آپ اہانت کرتے ہیں کچھ میرے سر پر کہ یہ ہمارے پیشوا کے حق میں ایسے الفاظ کہتا ہے کہ دل پاش پاش ہوتا ہے جب یہ تحریر سنی گئی تو دانا سمجھ گئے کہ ع
زاہد نداشت تاب جمال پری رخان ۞ کنجے گرفت ترس خدا را بہانہ ساخت"

اب ظاہر ہے کہ اس شعر میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے علمائے احمدیہ میں سے ہر ایک کو زاہد قرار دیا ہے اور اپنی جماعت کے علماء اور اپنے آپکو لفظ پری رخان سے تعبیر فرمایا ہے پس مولوی ثناء اللہ اپنے اقرار کے مطابق پریرخ مولوی ہوا اور چونکہ ہز ہائنس نواب صاحب بہادر رامپور نے ایک بھرے دربار میں کل مجمع پری رخان متذکرہ بالا میں سے صرف اسی پریرخ مولوی کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے کو لائق سمجھا اور اس کی طلاقت لسان فصاحت بیان نزاکت خیال و لطافت مقال سے محظوظ و مسرور ہو کر خوشنودی مزاج کی سرٹیفکیٹ سے اس کو سرفراز فرمایا جس کا ذکر اس پریرخ مولوی نے بڑی آن بان کے ساتھ ۳۰ جولائی کے پرچہ اہلحدیث میں شائع کیا ہے اسلئے ثناء اللہ سرٹیفکیٹ یافتہ پریرخ مولوی ہوا لہذا ہم نے جو اس کو ہیڈنگ میں سرٹیفکیٹ یافتہ پریرخ مولوی لکھا تو یہ کوئی تعجب کا مقام نہیں۔

غرض ہیڈنگ کی کشف حقیقت کے بعد اب ہم مباحثہ رام پور کی کیفیت مندرجہ اہلحدیث مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۶ء پر ایک تنقیدی نظر ڈالتے ہیں

مباحثہ رامپور کا باطنی سبب

اہلحدیث لکھتا ہے "یہ ریاست رامپور کے رئیس ہز ہائنس نواب صاحب بہادر ہندوستانی رئیسوں میں ایک خاص مذاق کے ہیں باوجودیکہ آپ خود شیعہ مذہب کی پیروی کے مدعی ہیں مگر ساتھ ہی اس کے آپکا عام دعوی اور بیان جو سننے میں آیا آپکی دلی مراد ہے کہ شیعہ سنی میں مغایرت نہ رہے بلکہ ایک دوسرے کے دل سے خیر خواہ ہو جاویں۔"

مباحثہ رامپور کا ظاہری سبب

اہلحدیث لکھتا ہے "کہ رامپور میں محکمہ آبکاری کے سپرنٹنڈنٹ منشی ذوالفقار علیخان صاحب مرزا صاحب قادیانی کے راسخ الاعتقاد مریدین اور ان کے چھوٹے بھائی حافظ احمد علی خان افسر کارخانجات ذات خاص مرزائی کو ویسا ہی جانتے ہیں جیسے کہ وہ واقعیت میں ہیں ان دونوں بھائیوں کی سرکار کے سامنے کچھ باہمی گفتگو رہتی جو حضور نواب صاحب بھی سنتے آخر حکم فرمایا کہ تم دونوں اپنے اپنے علماء کو بلاؤ ہم مباحثہ کرائینگے۔"

(مباحثہ رامپور کے باطنی سبب پر ہمارا ریمارک)

ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ہز ہائنس نواب صاحب بہادر کی پالیسی یا دلی مراد کو جو خود اہلحدیث نے ظاہر کر دی ہے اچھی طرح ملحوظ خاطر رکھ کر اسبات کو سوچیں کہ نواب صاحب کی یہ دلی مراد سنیوں میں سے احمدی فرقہ کو خوش کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے یا غیر احمدیوں کو خوش کرنے سے اول تو احمدیوں کی تعداد ہی بہ نسبت غیر احمدیوں کے ابھی بہت ہی قلیل ہے دوسرے احمدیوں کے عقائد اور شیعوں کے عقائد کے لحاظ سے ان دونوں فرقوں میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی ایسا میل نہیں ہو سکتا جس سے ایک دوسرے کے دل سے خیر خواہ ہو جائیں کیونکہ شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ امام مہدی آخر زمان آئیندہ زمانہ میں تشریف لائینگے اس کے برعکس احمدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جو آنیوالا تھا وہ آچکا اب کوئی ایسا امام آنیوالا نہیں پس ہز ہائنس نواب صاحب بہادر کی دلی مراد احمدیوں کے ساتھ اتفاق پیدا کرنے سے کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتی۔ البتہ سنی غیر احمدیوں کیساتھ اتفاق کر لینے سے یہ بات کسی حد تک ممکن ہے کیونکہ شیعوں کی طرح غیر احمدیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ امام مہدی آخر زمان آنیوالے ہیں اور چونکہ امام صاحب کے آنیکا زمانہ شیعہ صاحبان اور غیر احمدی صاحبان کے نزدیک متعین نہیں اس لئے شیعوں اور غیر احمدی سنیوں کے باہم میل ہو جانے سے نواب صاحب بہادر کی دلی مراد ایک غیر متعین زمانہ تک پوری ہو سکتی ہے پس نواب صاحب بہادر جب تک اپنی اس پالیسی پر قائم ہیں اس وقت تک وہ اپنی پالیسی کے لحاظ سے احمدی فرقہ کا ساتھ ہرگز نہیں دے سکتے یہی وجہ تھی کہ اس مباحثہ میں ہز ہائنس نواب صاحب بہادر کی پالیسی مختلف پہلوؤں سے عملی طور پر اپنا رنگ دکھاتی رہی پھر بھلا ایسے مباحثہ میں احقاق حق کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

شرائط مباحثہ اور موضوع بحث

اہلحدیث لکھتا ہے "۱۵ جون مباحثہ کے لئے مقرر تھی ۱۴ جون کو سب حاضر ہو گئے ...... ہمیں کچھ علم نہ تھا کہ شرائط کیا ہیں اور مناظر کون کون ہیں ...... ہماری طرف کے وکیل یعنی حافظ احمد علی خان صاحب تو کہتے تھے کہ شرط کوئی طے نہیں ہوئی نہ موضوع بحث مقرر ہوا ہے ہاں فریق مرزائیہ نے مقدم مسئلہ حیات مسیح کو رکھا ہے مگر فیصلہ دراصل وہی ہوگا جو سرکار عین کر اجلاس میں فرمائینگے یہ سن کر ہم تیار تھے کہ تعیین بحث پر ہم خوب لڑینگے اور وہیں اُس دلیل سے ثابت کرینگے کہ حیات و ممات مسیح کے مسئلہ کو مرزا کے دعاوی سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اصل بحث مرزا صاحب کے صدق و کذب پر ہوگی۔ مگر فریق ثانی کا اصرار دیکھ کر بغیر سننے وجوہات کے سرکار نے فیصلہ فرمایا کہ مقدم اسی کو شروع کیا جاوے اور اس کے بعد نبوت مرزا کا مضمون شروع کیا جاویگا"

ثناء اللہ کی اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عظیم الشان جلسہ مباحثہ کیلئے کچھ شرائط قرار نہیں پائے تھے بلکہ موضوع بحث بھی فریقین کی رضامندی سے طے نہیں ہوا تھا صرف نواب صاحب نے بغیر سننے وجوہات ثناء اللہ کے یہ فیصلہ کر دیا کہ پہلے حیات و ممات مسیح پر مباحثہ ہو اسکے بعد مرزا صاحب کی نبوت پر اور شرائط مباحثہ کی بابت نواب صاحب نے بھی کوئی فیصلہ نہیں فرمایا مگر عقل سلیم اس بات کو ہرگز قبول نہیں کر سکتی کہ نہ موضوع بحث متعین کیا جائے اور نہ شرائط مباحثہ قرار پائیں۔ پھر بھی دو فریق کے علماء دور دراز مقامات سے بلائے جاویں اور وہ علماء بھی بغیر اس بات کے طے کئے ہوئے کہ کن امور پر مباحثہ ہوگا اور کن شرائط کے ساتھ مباحثہ ہوگا دور دراز مقامات سے چل کھڑے ہوں اور جب دونوں فریق کے علماء ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں اور موضوع بحث بھی انکو معلوم ہو جائے پھر بھی شرائط مباحثہ کچھ طے نہ کئے جاویں ہمارے نزدیک ثناء اللہ کے اس کہنے کو کوئی نادان بھی باور نہ کریگا کہ ایک معزز با اختیار رئیس کے دربار میں مباحثہ کا ہونا قرار پائے مگر شرائط مباحثہ کچھ قرار نہ پائیں۔ اسی لئے ضمیمہ اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۶ء میں جو اس مباحثہ کی کیفیت شائع ہوئی ہے۔ اُس کیفیت میں جو کچھ موضوع بحث اور شرائط مباحثہ کے بارہ میں لکھا گیا ہے وہی صحیح اور بالکل صحیح ہے ناظرین کی آسانی کے لئے ہم اس عبارت کا اقتباس درج ذیل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

"یہ مندرجہ ذیل امور حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب کیطرف سے پیش ہو کر نواب صاحب نے انکو منظور فرمایا۔ اول یہ کہ مباحثہ نواب صاحب کی موجودگی میں ہوگا۔ دوم یہ کہ مباحثہ تحریری ہوگا اور فریقین کی تحریریں مناظرین اور فریقین کے میر مجلسوں کے دستخطوں سے مصدقہ ہو کر فریقین کو دیجاویںگی۔ سوم یہ کہ مباحثہ مندرجہ ذیل پانچ سوالوں پر ہوگا اور اسی ترتیب سے ہوگا جس ترتیب سے سوالات دئیے گئے ہیں۔

پہلا وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ دوسرا حالات زمانہ اس امر کے مقتضی ہیں یا نہیں۔ کہ ایک مجدد کا صدی کے سر پر مبعوث ہونا ضروری تھا تیسرا دعویٰ حضرت مرزا صاحب۔ چوتھا الہامات حضرت مرزا صاحب۔

وفات حضرت مسیح موعود۔ چہارم یہ کہ استدلال صرف قرآن کریم اور سنت صحیحہ سے علے منہاج النبوۃ ہوگا۔

اس قرارداد کے مطابق ہم میں سے بعض دوست ۱۳ جون کی شام کو اور بعض ۱۴ جون کی صبح کو رامپور پہونچ گئے .... ۱۳ جون کی شام کو ایک طول طویل تحریر شرائط کے متعلق نواب صاحب کی وساطت سے حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب کے پاس پہونچ چکی تھی۔ جس کے اخیر میں بجائے کسی خاص شخص کے دستخطوں کے "مناظر اہل سنت وجماعت" لکھا ہوا تھا اس تحریر میں کچھہ تو شرائط کی ترمیم پر زور دیا گیا تھا اور ایک حصہ اس کا بالکل غیر متعلق تھا ترمیم شرائط میں تو سب سے بڑی یہ بات پیش کیگئی کہ وفات مسیح کے متعلق بحث کی ضرورت نہیں اور غیر متعلق حصہ میں حضرت صاحب کی ایک کتاب سے چند عربی اشعار معہ اُردو ترجمہ نقل کئے گئے تھے جنمیں حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر تھا۔ اس تحریر کا جواب ہماری طرف سے یہ دیا گیا کہ ہم شرائط طے ہونے اور نواب صاحب کے انکو منظور کر لینے کے بعد یہاں آئے ہیں اور اب از سر نو ان میں شرائط پڑنے کی ضرورت نہیں البتہ مسئلہ ختم نبوت جسپر نواب صاحب نے بھی بحث ضروری سمجھی ہو اس پر بحث کرنے کے لئے ہم تیار ہیں اور وفات مسیح کے مضمون کے بعد ہم باقی مسائل کو چھوڑ کر پہلے اسی مضمون کو لے لیں گے۔"

اخبار بدر کی اس تحریر کی ثناء اللہ کی جانب سے کوئی تردید شائع نہیں ہوئی بلکہ اس تحریر میں جو یہ ذکر ہے کہ طے شدہ شرائط سابقہ میں علمائے احمدیہ نے یہ ترمیم منظور کرلی کہ مسئلہ وفات مسیح کے بعد مسئلہ ختم نبوت پر بحث ہوگی اوسکو ثناء اللہ تسلیم کرتا ہے اس بات سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ثناء اللہ کو اس امر کا یقینی علم تھا کہ مسائل زیر بحث کیا قرار پائے ہیں اور مباحثہ میں کن شرائط کی پابندی ضروری ہے علاوہ بریں ایک اور طرح پر بھی یہ بات بپایۂ ثبوت پہونچ جاتی ہو کہ شرائط مباحثہ کا ثناء اللہ کو پورا علم تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ثناء اللہ تسلیم کرتا ہے کہ دوسرے روز ہم تو بدستور مقام مباحثہ پر پہونچے مگر قادیانی کوئی نہ آیا۔ اتنے میں حافظ احمد علیخان صاحب ایک کاغذ ہاتھ میں لئے ہوئے آئے کہ سرکار نے فرمایا ہے آج مباحثہ نہ ہوگا یہ کاغذ قادیانیوں کی تحریر ہے جسمیں لکھا ہو کہ ہم مباحثہ جاری نہیں رکھ سکتے جسکی وجوہات کچھہ تو سرکار کے سر پر تھوپیں کہ آپ اعانت کرتے ہیں اور کچھہ میرے سر پر کہ یہ ہمارے پیشوا کے حق میں ایسے الفاظ کہتا ہے کہ دل پاش پاش ہوتا ہے۔ جب یہ تحریر سنی گئی۔"

معزز ناظرین! عبارت مندرجہ بالا میں مولوی ثناء اللہ جس تحریر کا حوالہ دیتا ہے اس سے مراد وہی چٹھی ہو جو عالی جناب ہز ہائنس نواب صاحب کے نام علمائے احمدیہ نے رامپور میں ہی لکھ کر بھیجی تھی اور جو ضمیمہ اخبار بدر مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۹ء کے صفحہ ۴ میں درج ہے پس اس چٹھی کی نسبت ثناء اللہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ چٹھی پڑھی اور سنی گئی۔

اب اس چٹھی کی مد ۶ میں یہ الفاظ درج ہیں۔ "شرائط طے شدہ کی پابندی باوجود حضور والا کو توجہ دلانے کے اور بار بار عرض کرنے کے نہ ہوئی چنانچہ شرط نمبر ۲ و ۳ کے یہ الفاظ ہیں" ہر دو فریق کی تقریر ہمیشہ بکار سرکار والا تبار خواہ قولاً اسی جلسہ میں تحریر ہو جاویگی یا کوئی کاتب زود نویس بوقت تقریر کے تحریر کرتا جائیگا۔ تاکہ کسی فریق کو گنجائش باقی نہ رہے کہ میں نے یہ امر نہیں کہا تھا۔ اور کچھہ زیادہ یا کم کہا ہے۔" "ہر ایک فریق اپنی قلم بند شدہ تقریر کو باآواز بلند سنائیگا اور تقریر غیر مصدقہ احد المناظرین و میر مجلس کے قابل اعتبار نہ ہوگی" چونکہ ان شرائط کے مطابق کارروائی نہیں ہوئی اور عدم پابندی شرائط مذکورہ بالا میں مناظرہ بے سود ہے۔"

انصاف پسند ناظرین الفاظ مندرجہ بالا پر ایک غائر نظر ڈالکر ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ اگر شرائط مباحثہ طے نہیں ہوئے تھے یا طے تو ہوگئے تھے مگر کسی وجہ سے ثناء اللہ کو ان کا علم نہ ہوا تھا تو علمائے احمدیہ کی چٹھی میں اعتراض مندرجہ مد ۶ سنکر ثناء اللہ نے علمائے احمدیہ کو یہ جواب کیوں نہیں دیا کہ کوئی شرائط طے نہیں ہوئے اس لئے تمہارا اعتراض بے بنیاد و فضول ہے مگر ثناء اللہ یا اس کے شریک حال علماء میں سے کسی نے احمدیوں کی اس اعتراض کا کوئی ایسا جواب تحریری یا زبانی نہیں دیا لہذا روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ ثناء اللہ وغیرہ نے احمدیوں کے اس اعتراض کو تسلیم کر لیا اور اپنی خموشی سے اسپر قطعیت کی مُہر لگا دی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ثناء اللہ کو شرائط طے شدہ کا بلاشبہ علم تھا اور اسنے ان شرائط کی خلاف ورزی نادانستہ نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ کی۔ پس جس فریق نے دیدہ و دانستہ شرائط مسلمہ کی خلاف ورزی اور اعتراض سے بچنے کے لئے ان شرائط سے اپنی لاعلمی ظاہر کی وہی فریق در اصل شکست یافتہ ہے باایں ہمہ اگر وہ فریق جھوٹ بولکر اور پبلک کو دہوکا دیکر اپنے آپ کو فتحیاب ظاہر کرے تو اس کے دجال و کذاب ہونے میں کچھہ شک نہیں ہو سکتا۔

ثناء اللہ کا عیارانہ تجاہل عارفانہ اور بھی حیرت افزا نظر آتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ضمیمہ اخبار مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۹ء کی اشاعت کے بعد ۲ جولائی کے اخبار اہلحدیث میں مباحثہ رامپور کی کیفیت لکھنے کیوقت بھی ثناء اللہ امرتسری شرائط مباحثہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کرتا ہو۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ ثناء اللہ نے یہ صاف اور صریح جھوٹ کیوں بولا اس کا جواب یہ ہے کہ ثناء اللہ کا دل اُسے خود ملزم کرتا تھا کہ شرائط مباحثہ کی خلاف ورزی کیوں کی گئی اور وہ جانتا تھا کہ احمدیوں کی طرف سے یہ اعتراض ضرور ہوگا اس لئے اسنے تجاہل عارفانہ سے کام لینا مناسب سمجھا کیونکہ اس کے مذہب کے مطابق یہ بے جا حرکت تقوے کے خلاف نہیں۔

اس مقام پر بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ثناء اللہ نے دیدہ و دانستہ شرائط مسلمہ کی خلاف ورزی اور اس پر اصرار کو کیوں روا رکھا؟ اس کا جواب صاف ہے کہ تحریری مباحثہ میں ثناء اللہ کو اپنے عقائد کی کمزوری کی حقیقت پبلک پر ظاہر ہو جانیکا یقین کامل تھا اس لئے اس نے اپنے فریق کی کمزوری پر چالاکی سے پردہ ڈالنا چاہا اور اپنی شکست کا نام فتح رکھا مگر پبلک ایسی نادان نہیں جو اس کی اس چالاکی سے دہوکا کھا جائے۔ آخر ہوا کیا۔ ؎ حقیقت کھل گئی راز نہاں کی۔

معلوم ہوتا ہے کہ ثناء اللہ نے اپنی اصطلاح میں شکست کا نام فتح رکھہ چھوڑا ہے اگر یہی بات ہو تو ہمیں اس کی اصطلاح پر کچھہ افسوس نہیں بلکہ ہم یہ کہنے کو تیار ہیں کہ ایسی فتح مولوی ثناء اللہ اور اس کے ہم صفیر علماء کو مبارک۔ شرائط کی خلاف ورزی کے متعلق ایک بات اور بھی قابل تذکرہ ہے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں۔ پانچویں روز .... میں نے عرض کیا کہ گو ہماری جماعت کی رائے کچھہ ہی ہو مگر میری رائے تو یہ ہے کہ حضور ہر مسئلہ میں ابتدائی اور انتہائی تقریر کا موقع انہی کو دیں ہاں یہ شرط ضرور رہے کہ دس پندرہ منٹ سے کسیقدر زیادہ وقت کسی فریق کو نہ ملے اس تحریر کو پڑھکر مولوی ثناء اللہ سے یہ امر دریافت کرنیکی ضرورت محسوس ہوتی ہو کہ آپ کی تقریر تو نہایت فصیح و بلیغ مدلل و مسکت تھی پھر کیا وجہ ہوئی کہ آپنے مباحثہ کے ایام سابقہ کے خلاف یہ ترمیم پیش کی کہ دس پندرہ منٹ سے زیادہ وقت کسی فریق کو نہ ملے ناظرین خود سمجھہ سکتے ہیں کہ اس درخواست سے کس فریق کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔

ثناء اللہ کا طرز تقریر

اخبار بدر میں جو چٹھی شائع ہوئی ہے جس کا ذکر ہم ابھی کر آئے ہیں اس چٹھی کی مد ۵ میں مباحثہ بند کرنیکی ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے۔

"۵۔ فریق مخالف نے وفات مسیح کی بحث میں جو ناشائستہ کلمات ہمارے امام اور پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں استعمال کر کے ہمارے دل دکھائے ہیں اور آپکو صریح الفاظ میں چوروں اور ڈاکوؤں سے بدتر اور ضمناً پاگل اور سڑی دیوانہ وغیرہ کہا اور جو کچھہ آیندہ کے لئے ہم کو کل ہی کھلے لفظوں میں دھمکی دیگئی ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ ہمارے امام کے حق میں زبان درازی سے کام لیا جاویگا اور اسی بناء پر فریق مخالف نے وجدانی پیشگوئی بھی کر دی کہ ہم آیندہ مناظرہ جاری نہ رکھیں گے کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ ہم نے اس کی بدگوئی کی وجہ سے ایک عرصہ سے اس سے مناظرہ کرنا چھوڑ دیا ہے اور حضور والا نے بھی فریقین کے مدعی و مدعا علیہ ہونیکی حیثیت پر گفتگو کرتے وقت یہ فرمایا تھا کہ اگر وہ آیندہ بھی مدعا علیہ بنائے جائیں گے تو وہ جو چاہیں گے کہیں گے اور ہمیں اعتراض کرنیکا حق نہ ہوگا یہ جملہ حالات ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم آیندہ مباحثہ کو جاری رکھیں۔" اب ہم ناظرین کو یہ دکھانا چاہتے

ہیں کہ خود ثناء اللہ اپنی تحریر میں اپنے طرز تقریر کی نسبت کیا فرماتے ہیں اس غرض کے لئے ہم ان کے مضمون سے دو فقرے نوٹ کرتے ہیں۔ فقرہ اوّل مندرجہ اہل حدیث مورخہ ۲ جولائی یہ ہے۔ "غرض اسی طرح دوسرے روز بھی مباحثہ رہا فرق صرف اتنا ہوا کہ مرزائی گروہ کی تحریر بجائے مولوی احسن صاحب کے منشی محمد قاسم علی صاحب مقیم دہلی نے پڑھی۔ جس کا جواب بفضلہ ایسا دیا کہ حضور نواب صاحب کئی بار میں بار بار فرماتے تھے کہ مولانا آج تو آپ نے انکو بری طرح پھٹکارا۔" اور فقرہ دوم مندرجہ اخبار مذکور درج ذیل ہے۔ "نواب صاحب نے انکو بقیہ تقریر متعلقہ وفات مسیح علیہ السلام کے پورا کرنیکی اجازت بخشی جس کا جواب بھی اسی وقت دیا گیا اس جواب میں ایک لطیفہ قابل ذکر تھا مرزائیوں کے جواب میں میں نے کہا تھا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں جو شخص میری جماعت میں داخل ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں داخل ہوا (خطبہ الہامیہ) یہ حوالہ پڑھکر بطور ظرافت قادیانیوں کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ حضرات یہ ہیں اصحاب رسول جن نے تابعی بننا ہو انکو دیکھ لے۔ یہ فقرہ جیسا کہ حاضرین کو نمکین معلوم ہوا ویسا ہی قادیانیوں کے زخموں پر نمک ہوا۔"

ناظرین! فقرہ اوّل میں مولوی ثناء اللہ اپنی تقریر و طرز تقریر کی نسبت ہز ہائنس نواب صاحب بہادر کی شہادت فخریہ پیش کرتے ہیں۔ اس مسلمہ شہادت سے ناظرین قطعی طور پر یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کے علماء نے اپنی چٹھی میں جو شکایت ثناء اللہ کی بدزبانی و گندہ دہانی کی لکھی ہے وہ بالکل بجا و درست ہے کیونکہ شرائط مباحثہ میں سے آخری شرط یہ تھی کہ استدلال صرف قرآن کریم اور سنت صحیحہ سے علی منہاج النبوۃ ہوگا۔ مگر مولوی ثناء اللہ کا استدلال کیسا تھا اس کی نسبت نواب صاحب کی یہ شہادت ہے کہ بری طرح پھٹکارا۔ اگر مولوی ثناء اللہ کا استدلال حسب شرائط مباحثہ قرآن کریم اور سنت صحیحہ سے علی منہاج النبوۃ ہوتا تو ہز ہائنس نواب صاحب اس استدلال کی نسبت بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے یہ الفاظ ہرگز استعمال نہیں کر سکتے تھے پس ظاہر ہے کہ اس سے مراد وہی گندے ناشائستہ دل آزار و دلشکن کلمات ہیں۔ جن کی شکایت احمدیوں کی چٹھی میں درج ہے۔ فقرہ دوم میں ثناء اللہ کو ظرافت کے پردہ میں استہزاء کا اقرار ہے مگر وہ خوب یاد رکھیں۔ ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ پھر مکذب مسخرے جب احمد صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ چوکے تو غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کب چوکنے والے ہیں۔

ثناء اللہ کا الہام انی مہین من اراد اہانتک پر اعتراض اور ہمارا تسلی بخش جواب

پر بیرخ مولوی ثناء اللہ اپنی سرفرازی کا قصہ بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام انی مہین من اراد اہانتک پر ایک اعتراض پیش کرتا ہے۔ جو اسی کے الفاظ میں یہاں نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے "کون نہیں جانتا کہ میں مرزا اور مرزائی مشن کا رجسٹرڈ اور مسلمہ مخالف ہوں۔ اور اسی مخالفت اور اہانت کی غرض سے گیا تھا پھر یہ اعزاز کیا؟"

قبل اس کے کہ میں اس اعتراض کا جواب لکھوں ایک ضروری امر کی طرف ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس اعتراض میں مولوی ثناء اللہ کو اس بات کا اقرار ہے کہ اس نے مباحثہ رامپور میں مرزا صاحب کی اہانت کی اور اسی اہانت کی نیت سے مولوی ثناء اللہ رام پور گیا تھا پس احمدیوں کا بیان اس بارہ میں بالکل سچا ہے اب اعتراض کا جواب عرض کیا جاتا ہے۔

الزامی جواب۔ قرآن کریم و احادیث نبی رؤف رحیم میں جابجا کافروں منافقوں اللہ و رسول کی نافرمانی کرنیوالوں انبیاء و اولیاء کی تکذیب و تحقیر کرنیوالوں اور انکے ساتھ شوخی و استہزاء و جور و جفا سے پیش آنیوالوں کے لئے عذاب کے وعدے کئے گئے ہیں مگر واقعات شہادت دیتے ہیں کہ اس قسم کے بہت سے لوگ مذکورہ بالا گناہوں کے مرتکب ہونے کے بعد عرصہ دراز تک عذاب الٰہی سے محفوظ رہے اور ابتک ہیں۔ بلکہ بعض لوگ بھی توبہ اور رجوع الی اللہ کی وجہ سے دائمی طور پر عذاب الٰہی سے محفوظ ہو کر آسمانی تفضلات والٰہی برکات کے مورد و مہبط بنائے گئے تو اب سوال یہ ہے کہ آیا یہ وعید کی پیشگوئیاں غلط ہیں یا باوجود ان امور پیش آمدہ کے یہ پیشگوئیاں فی الواقع صحیح ہیں۔ فما ہو جوابکم فہو جوابنا۔

تحقیقی جواب (الف) الہام انی مہین من اراد اہانتک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کرنیوالے کے لئے یہ تو ضرور فرمایا گیا ہے کہ اسکی اہانت کی جاویگی مگر اس الہام میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ اہانت کرنیوالے کی فوراً اہانت کی جائیگی بلکہ اس اہانت کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا علاوہ بریں اس الہام میں یہ بھی بیان نہیں کیا گیا کہ اہانت کے بدلے اہانت سے پہلے مہین کو کوئی دنیاوی عزت نہیں ملیگی ہاں یہ ضرور ہے کہ مہین اگر اپنی زندگی میں توبہ نہ کرے تو کسی نہ کسی وقت اُسے بھی اہانت کا مزہ چکھنا پڑیگا پس مولوی ثناء اللہ کا اعتراض محض جہالت پر مبنی ہے۔ (ب) جب خداوند تعالیٰ کسی کے متعلق عذاب کی پیشگوئی کرتا ہے تو کبھی اوس عذاب میں حسب مصلحت الٰہی تاخیر ہوتی ہے جیسے ابوجہل وغیرہ۔ کا حال ظاہر ہے کبھی وہ عذاب توبہ و استغفار سے بالکل ٹل جاتا ہے جیسا یونس نبی کی قوم کا قصہ قرآن کریم میں مذکور ہے غرض سنۃ اللہ یہ ہے کہ عذاب الٰہی ایک شتابکار سخت گیر کی ظالمانہ کارروائی کی طرح نازل نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ وعید سے اصل مقصود اصلاح ہے اسلئے خداوند تعالیٰ کبھی کبھی پر عذاب نازل کرنے سے پہلے اسے اصلاح کا موقع دیتا ہے اور اگر وہ اپنی اصلاح کرے تو عذاب الٰہی ٹل جاتا ہے بصورت دیگر یا تو عذاب جلد نازل کیا جاتا ہے یا حسب مصلحت الٰہی کسی شریر و حرام زادہ کی رسی دراز کی جاتی ہے۔ بالآخر اُسے قہری تجلی کا نمونہ دکھا کر دوزخ کا ایندھن بنا دیا جاتا ہے پس مولوی ثناء اللہ کا یہ خیال کہ عذاب الٰہی لازمی طور پر اور ہر حال میں دست بدست معاملہ کی طرح فوراً نازل ہونا چاہیے سراسر عقل و نقل کے خلاف ہے۔

(ج) ہم مانا کہ مولوی ثناء اللہ مرزائی مشن کا نہایت سخت دشمن اور رجسٹرڈ (درج رجسٹر) مخالف ہے اور جس طرح یہودی عیسائی آریہ لوگ و ذات حضرت سیدنا و مولانا افضل المرسلین و خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت و اہانت کرتے رہتے ہیں اوسی طرح مولوی ثناء اللہ بھی اما سناجری السنی صلی الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی و ذات مخالفت و اہانت کرتا رہتا ہے مگر چونکہ وہ الہام انی مہین من اراد اہانتک کی سچائی کا جلوہ دیکھنے کے لئے تعجیل سے کام لیکر الہام زیر بحث کے متعلق احمدیوں سے فوری نشان کا خواستگار ہے اس لئے میں اسے یہ آیت پڑھ سناتا ہوں۔ لو ان عندی ما تستعجلون بہ لقضی الامر بینی و بینکم (سورۃ الانعام)

مولوی ثناء اللہ کا ایک اور اعتراض معہ جواب باصواب

جب مولوی ثناء اللہ نے رام پور میں شرائط مباحثہ کی دیدہ و دانستہ خلاف ورزی کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین اور احمدیوں کی دل آزاری کی حد کر دی تو احمدیوں کو مجبوراً اس سے اعراض کرنا پڑا عقل سلیم شہادت دیتی ہے کہ حالات پیش آمدہ کے لحاظ سے احمدیوں کا یہ اعراض بالکل بجا درست اور موزون و مناسب تھا یہ صرف ہماری ہی رائے نہیں بلکہ خود مولوی ثناء اللہ بھی اہلحدیث میں کئی بار یہی رائے ظاہر کر چکا ہے کہ اگر فریق مخالف نفس مضمون پر بحث کرنے اور دلائل سے کام لینے کی بجائے گالیوں اور بدزبانیوں سے مقابلہ کرے تو جواب جاہلان باشد خموشی پر عمل کرنا چاہیے چنانچہ مولوی ثناء اللہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۸/۲۵ جون ۱۹۰۹ء میں بجواب شیعہ ایڈیٹر الحق لاہور لکھتا ہے۔

"دشنام بمذہبے کہ طاعت باشد ✤ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم ہاں اگر ہم سے کسی مضمون کا جواب لینا چاہیں تو عالمانہ طریق سے نفس مضمون پر وعظ کریں تو جواب کی توقع رکھیں ورنہ ...... باخموشی"

پھر ۲۳ جولائی ۱۹۰۹ء کے اہلحدیث میں اپنے ایک ہم مذہب نامہ نگار کو (جو شیعوں سے مباحثہ کر رہا تھا) مخاطب کر کے بطور نصیحت یہ اڈیٹوریل نوٹ لکھا ہے۔ "مولیصاحب ایک ایسے گروہ کے مقابلہ میں دلائل سے کام لیتے ہیں جو آپ کا مقابلہ گالیوں اور بدزبانیوں سے کرتے ہیں پھر آپ یا اور کوئی شائستہ آدمی کیونکر انکے مقابلہ کے لائق ہو سکتا ہے؟"

پس رام پور میں جب ثناء اللہ نے عالمانہ طریق سے نفس مضمون

(مسئلہ وفات مسیح) پر بحث کرتے اور احمدیون کے مقابلہ مین دلائل سے کام لینے کے بجائے گالیون اور بدزبانیون سے مقابلہ کیا تو شائستہ آدمی جیسے احمدی فرقہ کے علماء اس کے مقابلہ کے لائق کیونکر ہو سکتے تھے اس لئے انہون نے جواب جاہلان باشد خموشی پر عمل کیا اور بہت خوب کیا اب اگر ثناء اللہ اس خموشی کو شکست قرار دیتا ہے تو شیعہ اڈیٹر الحق لاہور کے مقابلہ مین جو اس نے خموشی اختیار کی اسکو بھی شکست قرار دے ورنہ وہ احمدیون کی ایسی خموشی کو کسی طرح شکست قرار نہین دے سکتا۔

احمدیون کے اعراض پر مولوی ثناء اللہ نصیحت کے پیرایہ مین طنزاً لکھتے ہین کہ "یہ ایک ایسا موقع تھا کہ تمام لوگ بھی انکی مخالفت کرتے بلکہ راستہ چلتے ہوئے انہین پتھر پھینکتے بلکہ حوالات اور جیل خانے مین بھی بھیجتے تاہم تبلیغ مذہب کے اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ پہلے روز مباحثہ کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے عالمانہ طریق سے نفس مضمون پر بحث کرنے اور دلائل کے مقابلہ مین دلائل سے کام لینے کی بجائے گالیون اور بدزبانیون سے مقابلہ کیا اور شرائط مباحثہ مین سے شرط دوم کی عمداً خلاف ورزی کی تو اسیوقت احمدیون نے سمجھ لیا تھا کہ یہ مباحثہ بے سود ہے مگر پھر بھی انہون نے محض بنظر تبلیغ اس مباحثہ کو کئی روز تک جاری رکھا اور اسی تبلیغ کی وجہ سے بعض مناع للخیر کی لسانی چھریون سے اپنے دلون کو زخمی کرایا مگر جب شرائط جدیدہ کے پیش ہونے سے تبلیغ کے لئے بھی ایک روک پیدا ہوگئی اور قرآنی تعلیم کے مطابق بالکل اعراض کی صورت پیش آگئی اوسوقت تبلیغ سے اعراض کیا۔ اس لئے احمدیون پر تو یہ اعتراض وارد نہین ہوتا مگر مولوی ثناء اللہ یہ بتائے کہ جب وہ مذہب اہل سنت والجماعت کو حق جانتا ہے اور شیعہ مذہب کو باطل مانتا ہے وہ رامپور مین احقاق حق کے لئے ہی بلایا گیا تھا۔ دربار مین سنیون کا اچھا خاصہ مجمع بھی تھا۔ تو اس نے ہز ہائنس نواب صاحب کو جن کا مذہب شیعہ ہے سنی مذہب کی تبلیغ کیون نہین کی۔ حالانکہ یہ ایسا موقع تھا کہ تمام لوگ بھی ان کی مخالفت کرتے بلکہ راستے چلتے ہوئے انہین پتھر پھینکتے بلکہ حوالات اور جیل خانے مین بھی بھیجتے تاہم تبلیغ مذہب کے اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے اور سمجھتے کہ تبلیغ کے لئے اس سے اچھا موقع کوئی نہ ملیگا کہ خود ایک والی ریاست کا انتظام ہے بلکہ خود شریک جلسہ ہے تمام لوگ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہین کھانے کو پلاؤ زردہ اور مرغنات ملتے ہین رہنے کو آرام کی جگہ ہے اس سے عمدہ موقع تبلیغ مذہب کا کیا ہوگا۔"

پھر لطف یہ کہ ہز ہائنس نواب صاحب پر بیرخ مولوی ثناء اللہ کی فصاحت بیان وطلاقت لسان وشستہ وبرجستہ تقریر سے نہایت محظوظ ومسرور ہو چکے تھے۔ مگر افسوس کہ مولوی ثناء اللہ یا اوس کے فریق کے علماء ایسے عمدہ موقع پر بھی حضرات اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً اصحاب ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل ثابت کرنے کے لئے ایک حرف بھی زبان پر نہ لائے حالانکہ ثناء اللہ وغیرہ صحابہ کی اقتدا اور ان کے نقش قدم پر چلنے کو مذہب اہلسنت والجماعت کا رکن اعظم مونہ زبان سے بیان کیا کرتے ہین اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ انہون نے پیٹ پر پتھر باندھ کر تبلیغ اور اشاعت کی تھی اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دین کو دل سے سچا جانتے تھے مگر ثناء اللہ وغیرہ دل مین اپنا ضعف محسوس کرتے ہین اس لئے یہ کہنا بالکل موزون ہے کہ ع شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر ست۔ پس مولوی ثناء اللہ کا اعتراض خود را فضیحت و دیگران را نصیحت کا مصداق ہے ثناء اللہ کو چاہیئے کہ وہ پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر نکالنے کی فکر کرے۔ پھر دوسرے کی آنکھ کا تنکا نکالنے کی کوشش کرے تو کرے۔

فیصلہ علمائے ریاست رامپور

ثناء اللہ لکھتا ہے کہ "چونکہ مولانا احمد حسن صاحب امروہی (امیر جماعت محمدیہ) نے حضور نواب صاحب کے سامنے ہی حضرات علمائے کرام رامپور وغیرہ سے استفسار فرمایا تھا کہ آپ حضرات دیانتاً فرمادین کہ ہمارے مناظر نے قادیانی مضمون کا کافی جواب دیدیا یا نہین سب نے بالاتفاق کہا دیدیا۔ دیدیا۔ اس لئے علمائے کرام نے اپنے فیصلہ کو قلمبند کر کے حافظ احمد علی خان صاحب منتظم مناظرہ کو دیدیا۔"

ناظرین ثناء اللہ کی عقلمندی کے تو بہت سے فسانے سن چکے ہین اب انکے امیر باتدبیر مولانا احمد حسن صاحب امروہی کی دانشوری کی داستان بھی سن لیجئے۔ تاکہ اس شعر کا لطف آپکو پورا پورا حاصل ہو ؎ وزیرے چنین شہریارے چنان + جہان چون نگیرد قرارے چنان

غرض یہ منظور تھی سے زیادہ عقلمند مولویصاحب اپنے فریق کے علماء سے حضور نواب صاحب کے سامنے پوچھتے ہین کہ ہمارے مناظر نے قادیانی مضمون کا کافی جواب دیدیا یا نہین۔ بیچارے علماء ایک طرف جب دیکھتے ہین کہ حضور نواب صاحب کی دلی مراد یہ ہے کہ سنی و شیعہ مین میل ہو جائے پھر یہ خیال کرتے ہین کہ ہز ہائنس نواب صاحب نے ہمین بلایا ہے رہنے کو آرام کی جگہ دی کھانے کو پلاؤ زردہ اور مرغنات عطا فرمائے دوسری طرف خانہ ساز نقل پروردہ عقیدہ کی محبت مجبور کرتی ہے اس کشمکش مین پڑ کر یہ بیچارے علماء ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون ذہن نشین کر کے یکبارگی چیخ اٹھتے ہین کہ دیدیا دیدیا۔ اس پر مولویصاحب ہین کہ جامہ سے باہر ہوئے جاتے ہین اور خوشی سے پھولے نہین سماتے مگر کیا ایسے علماء کا فیصلہ ایک حقیقت شناس غیر متعصب انسان کے نزدیک کچھ وقعت رکھ سکتا ہے ہرگز نہین۔ ہم مولوی احمد حسن صاحب سے دریافت کرتے ہین کہ آیا ہم عقیدہ علماء کا ایسا فیصلہ فریق مخالف پر حجت ہو سکتا ہے اگر حجت ہو سکتا ہے تو کیا علمائے احمدیہ کے فیصلہ کو مان لینے کے لئے آپ تیار ہین؟

حضور رامپور کا سرٹیفکیٹ

مولوی ثناء اللہ اہل حدیث مورخہ ۳۰ - جولائی ۱۹۰۹ء مین حضور رامپور کے سرٹیفکیٹ کی نقل حسب ذیل پیش کر کے اسے اپنی فتحیابی پر ایک قطعی دلیل سمجھتے ہین۔

نقل سرٹیفکیٹ

رامپور مین قادیانی صاحبوں سے مناظرہ کیوقت مولوی ابو الوفا محمد ثناء اللہ صاحب کی گفتگو ہمنے سنی۔ مولویصاحب نہایت فصیح البیان ہین اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہین انہون نے اپنی تقریر مین جس امر کی تمہید کی اسے بدلائل ثابت کیا ہم ان کے بیان سے محظوظ ومسرور ہوئے۔

دستخط خاص حضور نواب صاحب بہادر - محمد حامد علی خان۔

تنقید - اس سرٹیفکیٹ مین ہز ہائنس نوابصاحب نے مولوی ثناء اللہ کی نسبت جو یہ تحریر فرمایا کہ وہ نہایت فصیح البیان ہین اور برجستہ کلام کرتے ہین ہمارے نزدیک امر غیر متعلق ہے کیونکہ مباحثہ مین یہ امر تحقیق طلب نہ تھا کہ دو مقررون مین سے کون مقرر زیادہ فصیح البیان اور طلیق اللسان ہے یا کس کی تقریر سے سامع محظوظ ومسرور ہو سکتا ہے بلکہ تحقیق طلب یہ امر تھا کہ قرآن وحدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہوتی ہے یا وفات۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ کی فصاحت و بلاغت وخوش بیانی و برجستہ کلامی اگر مان بھی لی جاوے تاہم یہ ایسی چیز نہین۔ جس سے ان کا مسئلہ زیر بحث مین حق پر ہونا ثابت ہو جاوے کیونکہ خود ہز ہائنس نواب صاحب کے نزدیک مولوی ثناء اللہ باوجود حاضر جواب اور خوش بیان ہونے کے اپنے مذہب اہل حدیث واہل سنت والجماعت کے بارہ مین حق پر نہین۔

دوسری بات اس سرٹیفکیٹ مین ہز ہائنس نوابصاحب نے مولوی ثناء اللہ کی نسبت یہ تحریر فرمائی ہے کہ انہون نے اپنی تقریر مین جس امر کی تمہید کی اسے بدلائل ثابت کیا اس فقرہ مین الفاظ "جس امر کی تمہید کی" تنقیح طلب ہین۔ اگر ان الفاظ سے مراد وہی مسئلہ حیات مسیح ہے تو یہ دیکھنا ہے کہ ہز ہائنس نوابصاحب کی یہ رائے جو انہون نے اپنی پرانے عقیدہ کی تائید اور اپنے ایک ہمخیال مقرر کی تصدیق مین ظاہر فرمائی ہے آیا کسی ایسی دلیل قطعی پر مبنی ہے جس پر کتاب و سنت کی مہر ہو یا محض بے دلیل ہے۔ اگر محض بے دلیل ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی رائے دینی معاملات مین شرعاً وعقلاً حجت نہین ہو سکتی اور اگر دلیل پر مبنی ہے تو افسوس وہ دلیل پیش نہین کیگئی لہذا آزاد خیال پبلک اس رائے کے ماننے کے لئے ہرگز تیار نہین۔ الغرض

دینی تنازع کا فیصلہ محض ہز ہائنس کی بے دلیل رائے پر نہیں کیا جا سکتا۔ احکم الحاکمین قادر مطلق خدا بذاتہٖ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے کہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر۔ اس موقع پر کمال ادب سے یہ امر دریافت طلب ہے کہ اگر سلطان روم یا والی افغانستان کے حضور میں علمائے اہل سنت والجماعت و علمائے شیعہ کے مابین کوئی مذہبی مباحثہ ہو۔ اور سلطان روم یا والی افغانستان ایک حنفی المذہب فصیح البیان حاضر جواب مقرر کی تقریر سے محظوظ و مسرور ہو کر اسے یہ سرٹیفکیٹ عطا فرماویں کہ انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اسے بدلائل ثابت کیا تو آیا ہز ہائنس نواب صاحب رام پور سنی مذہب کو حق مان لینگے یا پھر بھی دلائل کے طالب ہوں گے۔ اور اگر الفاظ زیر بحث سے مراد حیات مسیح کے سوائے کوئی اور امر ہے تو وہ امر بالکل غیر متعلق ہے کیونکہ مباحثہ صرف حیات و ممات مسیح پر ہو رہا تھا جس کے اختتام سے پہلے مباحثہ ختم ہو گیا۔ لہذا بوجوہ مذکورہ بالا اس سرٹیفکیٹ سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی کہ مولوی ثناء اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری اب تک زندہ ہونا قرآن کریم و احادیث صحیحہ سے ثابت کر دیا پس اس سرٹیفکیٹ[1] کی بنا پر مولوی ثناء اللہ کا خوشی کے مارے بغلیں بجانا اور فتحیابی کی ڈینگیں مارنا اوباشانہ لاف زنی و سفیہانہ حرکت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

اگر مولوی ثناء اللہ یا اس کے ہمخیال علماء قرآن کریم و سنت صحیحہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری اب تک زندہ ہونا بدلائل ثابت کر چکے ہیں یا آئندہ ثابت کر سکتے ہیں تو وہ پبلک کے فائدہ کے لئے ان دلائل کے شائع کرنے سے اب تک کیوں گریز کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان کا فرض تھا کہ ہدایت عام کے لئے سب سے پہلے وہ لاثانی دلائل شائع کر دیتے جنکی بنا پر ثناء اللہ وغیرہ فتحیابی کا جھنڈا بلند کر رہے ہیں مگر تعجب ہے کہ مصنوعی فتحمندی کی جھوٹے دعووں سے تو دنیا میں شور ڈالا جاتا ہے لیکن پبلک کو ان دلائل کے جلوہ سے محروم رکھا جاتا ہے کیا پبلک ایسی بیوقوف ہے جو محض آپ کی گپ کو آیت حدیث سمجھ لے اور کیا سب سنی ایسے ہی ہیں کہ ہر ایک بات پر بے تحقیق و بلا دلیل ایمان لے آئیں۔

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو ٭ کچھ تو خلق خدا سے شرماؤ
سر پہ خالق ہے اسکو یاد کرو ٭ یوہیں مخلوق کو نہ بہکاؤ

مولوی ثناء اللہ کے نام مبارکباد کی خطوط

مولوی ثناء اللہ نہایت طمطراق سے اہلحدیث میں اس بات کا اعلان دیتے ہیں کہ میرے نام مباحثہ رام پور کی فتح کے متعلق مبارکباد کے بہت سے خطوط آ رہے ہیں اور بعض لوگ مجھے مجدد کا خطاب دیتے ہیں مگر ہم اس بارہ میں صرف اس قدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جو لوگ تحقیق حق کا مادہ نہیں رکھتے اور محض سنی سنائی باتوں پر بے دلیل ایمان لے آتے ہیں ہمارے نزدیک انکی وہی مثل ہو کہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالا۔

رہا مجدد کا خطاب سو یہ کوئی آسان بات نہیں زید بکر کلو بتھو کو مجدد بنانے سے کوئی مجدد نہیں بن سکتا۔

این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا۔ لیکن ثناء اللہ کو اگر خطاب کا ہی شوق ہے تو ایڈیٹر شیعہ نے جو خطاب اس کے لئے اخبار شیعہ نمبر ۶ جلد ۶ میں شائع کیا ہے وہ بھی اسے ضرور ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے اور وہ یہ ہے۔ "مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہل حدیث اپنی عادت کے مطابق شور کر رہے ہیں کہ قادیانی فرقہ کو شکست ہوئی معلوم نہیں ایڈیٹر اہلحدیث اس کذب صریح کو کس قاعدہ سے روا تصور فرما رہے ہیں۔ ..... مولوی صاحب دینی مباحثہ کو مرغبازی اور بٹیر بازی کے عنوان سے چلانا چاہتے ہیں اور پھر اجر خیر کے مطالبہ کی جسارت کرتے ہیں!!

جماعتے پئے تسخیر ابلہاں پوشند ٭ کلاہ و خرقہ و عرعر زنند ہمچو حمار"

اگر مولوی ثناء اللہ یہ خطاب پا کر پھر بھی الہام الٰہی میں ارادۃً شک کی صداقت میں شک کرتا ہے تو اس خطاب کی موزوں اور برمحل ہونے میں کچھ شک باقی نہیں رہ سکتا۔

نتیجہ مباحثہ اس مضمون کو تمام و کمال پڑھکر ناظرین اخبار نتیجہ مباحثہ صحیح اور آسان طور پر معلوم کر سکتے ہیں مگر ان کی آسانی کے لحاظ سے ہم اخبار وطن نمبر ۲۹ جلد ۹ مورخہ ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء سے ایک منصف مزاج حق پسند غیر احمدی کی رائے مباحثہ رامپور کے متعلق نقل کر کے اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

درحقیقت عجیب مباحثہ "میں مرزائی نہیں ہوں مگر عجیب مباحثہ کے عنوان سے جو مضمون ۲ جولائی کو اخبار وطن میں شائع ہوا ہے اس کے مطالعہ سے میرے دل میں چند ایک اعتراضات پیدا ہوتے ہیں اس مضمون میں صرف تصویر کا ایک پہلو ہی دکھایا گیا ہے اسلئے دوسرے پہلو کی طرف بھی جو مختصر عرض خدمت ہے ناظرین غور سے توجہ فرمائیں گے (۱) نامہ نگار کے لئے یہ ضروری تھا کہ اعتراض کرنے سے پہلے وہ شرائط جو فریقین میں درباره مناظرہ منظور ہو چکی تھیں اخبار میں شائع کرا دیتا تاکہ کسی قدر ان شرائط کے ساتھ مقابلہ مضمون شائع شدہ کا کیا جا سکتا اور وہ شرائط حسب ذیل تھیں (۱) مباحثہ نواب صاحب بہادر کی موجودگی میں ہوگا (۲) مباحثہ تحریری ہو گا۔ اور فریقین کی تحریریں مناظرین اور فریقین کے میر مجلسوں کے دستخطوں سے مصدق ہو کر فریقین کو دی جاویں گی (۳) مباحثہ مندرجہ ذیل پانچ سوالات پر ہو گا۔ (۱) وفات مسیح (۲) حالات زمانہ درباره ظہور مجدد (۳) دعویٰ حضرت مرزا صاحب۔ (۴) الہامات حضرت مرزا صاحب (۵) وفات حضرت مسیح موعود (۶) استدلال قرآن مجید اور سنت (حدیث) صحیحہ سے ہو گا۔ ان شرائط کو مد نظر رکھ کر مضمون نگار نے جو حالات شائع کرائے ہیں۔ ایک غیر متعصب انسان کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور ان کی کمزوری اظہر من الشمس ہے نواب صاحب کے ۱۷ جون کو تشریف نہ لا سکنے پر مباحثہ کیوں شروع نہ کیا گیا اس کا صاف جواب ہے کہ یہ شرط نمبر ۱ کے بالکل برخلاف تھا اس لئے احمدیوں پر یہ اعتراض عائد نہیں ہو سکتا جمعہ کے دن مباحثہ کیوں بند کر دیا گیا؟ یہ ہر ایک مسلمان جانتا ہے۔ کہ جمعہ مسلمانوں کی تعطیل کا دن ہے اور پھر اسلامی ریاست میں اس کی پابندی ضروری تھی مگر افسوس کہ اس کو ایک اعتراض سمجھ لیا گیا (۳) علمائے اہلسنت کی یہ ترمیم بھی کہ مباحثہ دس دس منٹ بالمقابل ہو اور دونوں عالم دس دس منٹ تک بالمقابل تقریر کریں۔ شرط نمبر ۲ کے بالکل برخلاف تھی اس ترمیم سے تو صاف کمزوری علمائے اہل سنت کی ثابت ہوتی ہے پھر وہ امور جن کی بنا پر مباحثہ بند کیا گیا ایک چٹھی کے ذریعہ سے جو ریاست میں ہی بیٹھ کر لکھی گئی تھی۔ نواب صاحب بہادر پر ظاہر کئے گئے ان میں سے ایک یہ بھی وجہ تھی کہ شرط نمبر ۲ کی باوجود اصرار کے کوئی قدر نہیں کیگئی یعنی تحریری مباحثہ نہیں ہوا۔ حالانکہ مباحثہ کی تمام اغراض سے بڑھ کر یہ غرض اول نمبر پر تھی کہ پبلک کو بھی فائدہ حاصل کرنے کا موقع مل سکے بشرطیکہ مباحثہ تحریری ہوتا مگر افسوس کہ مباحثہ بالکل عجیب رہا اس بات کا ذمہ وار کون ہے؟ حضرت امام حسینؓ کا ذکر ریاست کو جوش دلانے کے لئے بیان کیا گیا۔ حضرت امام حسینؓ کے درجہ کو وفات مسیح سے کیا تعلق تھا۔ پھر مرزا صاحب کی ذاتیات پر حملہ بازی شروع کرنا شرط نمبر ۶ کے بالکل برخلاف بات تھی۔ جس چٹھی کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے اس میں بھی

---

[1] حاشیہ کالم اول ضمیمہ اخبار بدر مورخہ ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۹ء میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہز ہائنس نواب صاحب رام پور نے دربار میں فرمایا کہ ہم علمائے اہل سنت کیطرف سے وکیل ہیں اور اس کا تحریری وکالت نامہ ہمارے پاس موجود ہے چونکہ اس متذکرہ اخبار بدر کی تردید ثناء اللہ وغیرہ کی طرف سے اب تک شائع نہیں ہوئی اس لئے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ سچا ہے اب سوال یہ ہے کہ ہز ہائنس نواب صاحب رامپور جب علمائے اہل سنت کی طرف سے وکیل تھے تو کیا وہ بحیثیت ایک وکیل کے اپنے موکل ثناء اللہ کو ایسا سرٹیفکیٹ جائز طور پر عطا فرما سکتے تھے؟ میری رائے میں اگر ایسا سرٹیفکیٹ ثناء اللہ کی فتحمندی کی سند متصور ہو سکتا ہے تو پھر دنیا کی کسی عدالت میں کسی موکل کا کوئی دعوےٰ کبھی ڈسمس نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ اگر مدعا علیہ کا وکیل بھی اپنے موکل کے حق میں ایسا ہی سرٹیفکیٹ بالمقابل تحریر نہ کر دے تو پھر یہ اہم مسئلہ قانونی بجز لٹو کونسل کی خاص توجہ کا محتاج ہو جاتا ہے۔

علماء نے احمدیہ نے توجہ دلائی کہ فریق ثانی کو کوئی حق حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینے کا نہ تھا ان پر خوب منطبق ہے کہ گالیوں کا جواب کیوں نہ دیا گیا۔ اخیر میں مضمون نگار کا یہ لکھنا کہ خود معلوم ہو جاویگا کہ کسکی تقریر غالب رہی" بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ اگر پہلے دن سے ہی شرط نمبر ۲ کی خلاف ورزی نہ کی جاتی تب یہ نتیجہ نکل سکتا تھا۔ مگر اب تو معاملہ بالکل مبہم ہو گیا۔ فریقین جو کچھ مرضی ہوگی شائع کرینگے اور کسی امر کے پابند نہ ہونگے۔ الغرض مباحثہ بالکل بے سود اور عجیب رہا۔ (رخرید ار نمبر ۷۷۰۹)

افسوس کہ مولوی ثناء اللہ نے شرائط مباحثہ کی خلاف ورزی اور بدزبانی و زبان درازی کر کے تحقیق حق اور علمی استفادہ کے ایک نہائت عمدہ موقع سے پبلک کو بالکل محروم کر دیا۔ حالانکہ مسائل زیر بحث میں مسئلہ ختم نبوت۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوے اور آپکے الہامات بھی زیر بحث تھے اور مسئلہ وفات مسیح کے طے ہونے کے بعد ان مسائل پر تہذیب و متانت کے ساتھ قابل بحث و سیر کن بحث ہو سکتی تھی اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ کو اپنی قابلیت کے اظہار کا پورا موقع حاصل تھا۔ مگر مسلمانوں کی بدقسمتی کہ پبلک کی یہ آرزو پوری نہ ہونے پائی اور اس طرح بہت سے لوگوں کی دیرینہ تمناؤں کا خون ہو گیا ایک غیر متعصب انسان اس بات کو بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب رامپور کے مباحثہ میں غیر احمدی علماء نے حضرت مرزا صاحب کے دعوے اور ان کے الہامات کو تحقیق طلب مسائل میں داخل کیا تھا تو پھر ان مسائل کی تحقیقات سے پہلے حضرت مرزا صاحب اور انکی جماعت کو برا کہنے کا ثناء اللہ وغیرہ کو کوئی حق حاصل نہ تھا ہاں کامل تحقیقات کے بعد اگر یہ بات ثابت ہو جاتی کہ مرزا صاحب کا دعوی جھوٹا ہے اور ان کے الہامات مصنوعی ہیں تو ثناء اللہ وغیرہ کو ان کے بارہ میں جو کچھ ان کے دل میں آتا کہہ لینے کا حق حاصل ہوتا مگر تحقیقات سے پہلے حضرت مرزا صاحب کے دعوے کو جھوٹا اور ان کے الہامات کو مصنوعی مان کر انکو برا کہنا کسی با ایمان و صحیح الحواس انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ بات ایسی صاف و صریح ہے کہ اس کے ماننے میں کسی شخص کو بشرطیکہ وہ مخبوط الحواس نہ ہو کچھ تامل نہیں ہو سکتا مگر پھر بھی مکذبین نے جو اس طریقہ حقہ پر عمل نہیں کیا تو اس کا اصل وہ سبب ہے جو قرآن کریم کی آیات ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم۔ وما امروا الا لیعبدوا الٰھا واحدا۔ لا الٰہ الا ھو۔ سبحٰنہ عما یشرکون۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکٰفرون ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم۔ فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔

راقم۔ صادق۔ اٹاوی

"اہل اسلام کے لئے ایک نادر موقعہ!"

سوانح عمری

"حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دبانی اسلام کی"

مرتبہ

"مہشہ دھے پرکاش دیو جی پرچارک برہمو دھرم"

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رائے

اس پُر آشوب زمانہ میں کہ ہر ایک فرقہ خواہ آریہ ہیں خواہ پادری صاحبان دیدہ و دانستہ کسی طور سے افترا کر کے ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اسلام کو بڑا ثواب کا کام سمجھ رہے ہیں ایسے وقتوں میں آریہ قوم میں سے ایسا منصف مزاج پیدا ہونا جو برہمو مذہب رکھتے ہیں نہائت عجیب بات ہے مولف کتاب نے اپنی دیانتداری اور انصاف پسندی اور حق گوئی اور بے تعصبی کا عمدہ نمونہ دکھایا ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ ایک ایک نسخہ اس کتاب کا خرید لیں قیمت بہی کم ہے کتاب ایسی مقبول ہوئی ہے کہ اب دوبارہ دو ہزار جلد چھاپی گئی ہے اور قیمت صرف ۵ رہے اور مجلد کی قیمت ۸ر ہے ملنے کا پتہ۔ مینیجر برہمو پرچارک فنڈ پنجاب براہمو سماج لاہور۔

نادر موقعہ ہے

آپ صاحبان کی سہولت و آرام کے لئے ہمنے انتظام کیا ہے کہ آپ ضلع گوجرات کا تازہ و عمدہ گھی و صابن و شربت ہر قسم و معجون دافع ضعف معدہ و باہضی تولہ ہمدرد دافع بخار ملیریا نیز بول عمدہ و دیگر ہر قسم کے دیسی و انگریزی عمدہ مرکبات و مفردات اور ضلع گجرات کی ساخت کے عمدہ و مضبوط جوتے نہائت واجبی قیمت پر خاکسار سے منگوائیں۔

راقم۔ خاکسار برکت علی احمدی کمیشن ایجنٹ رمل منڈی گوجرات

العزیز علمی ادبی ماہوار رسالہ سالانہ قیمت ۱ مر علاوہ محصول ڈاک تحقیق الادیان۔ دنیا کے مذاہب پر نظر۔ قیمت مجلد ۱۲ر قاعدہ عربی۔ اسکو پڑھنے سے بچہ تین ماہ میں قرآن کریم کو پڑھ سکتا ہے قیمت ارقائدہ اردو جدید ترتیب۔ قیمت ار معجون بچی۔ دافع نزلہ زکام کھانسی نئی پرانی سل دق ہو لعل۔ قیمت چالیس خوراک ۱۲ر المشتہر مینیجر العزیز بٹالہ۔ گورداسپور

مضامین حضرت خلیفۃ المسیح

شاہی طبیب حاذق مولوی حکیم نور الدین صاحب کا مجربہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

خدا کی دی ہوئی نعمتوں میں سے آنکھیں بڑی نعمت ہیں اور آج کل کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے ہیں کہ عام طور پر لوگ آنکھوں کی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ نوجوانوں کو دیکھو وہ بہی عینک لگائے پھرتے ہیں اور ضعف نظر کی عام شکائت ہے اس لئے بڑی محنت سے اصلی ممیرا جو امراض چشم کے لئے مسلم مفید چیز ہے حاصل کیا ہے اس کے اصل ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تصدیق فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا خاندان طبی لحاظ سے بہی ایک ممتاز خاندان ہے اور اس سے بہی آپ کی تصدیق بے نظیر ہے اور علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح حکیم مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بہی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ اصلی ممیرا ہے۔ اور ممیرا حاصل کرنے کے بعد میں نے حضرت مولویصاحب کے مجرب اور ہزارہا مریضان چشم پر آزمائے ہوئے سرمے کے نسخہ کو آپ کی ہدائت کے موافق ترکیب دیکر تیار کئے ہیں اور اب فائدہ عام کے لئے مشتہر کرتا ہوں اور چونکہ یہ تین مختلف نسخے ہیں اس لئے ہر ایک کی قیمت جدا جدا ہے۔

قیمت سرمہ قسم اول ۱عہ۔ قسم دوم ۱۲ر سوم ۸ر فی تولہ قیمت ممیرا قسم اول ۱۰عہ جسکو لوگ اڑہائی سو روپیہ فی تولہ پر بیچتے ہیں۔ قسم دوم ۶عہ۔ اگر اصلی ممیرا نہ ہو تو واپس کر کے قیمت لے لو۔

علاوہ ازیں میرے پاس ہر قسم کی لنگی۔ پشاوری۔ زری ریشمی۔ سادہ۔ سوتی۔ سفید۔ زرد۔ سیاہ۔ بادامی۔ مشہدی افسری۔ ٹیکہ ٹسری جس کو لوگ ریشمی کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ دو روپیہ سے لے کر بائیس روپے تک کی موجود ہیں۔ اور کلاہ ہر قسم۔ زری۔ سادہ۔ پشاوری۔ ٹوپی رومی بہی موجود ہیں۔ جو چیز پسند نہ ہو معقول وجہ بیان کرنے پر خریدار کو واپس کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ مگر خرچ آمد و رفت بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر از قادیان ضلع گورداسپور

رسید زر

یکم جولائی ۱۹۰۹ء

مرزا رسول بیگ صاحب ۲۲۷۲ عار

۷ جولائی ۱۹۰۹ء

منشی گلاب الدین صاحب ۲۰۷۳ ۵ر

مرزا احمد صاحب ۱۳۶۹ للعہ

۸ - جولائی ۱۹۰۹ء

محمد علی صاحب ۲۰۷۳ عہ

۹ - جولائی ۱۹۰۹ء

فضل محمد صاحب ۲۴۰ عہر

۱۰ - جولائی ۱۹۰۹ء

جانی محمد صاحب ۲۳۷۰ للعہ

علی محمد صاحب ۳۱۵ عہ

۱۲ - جولائی ۱۹۰۹ء

فیض احمد صاحب ۱۶۹ عار

میراں بخش صاحب ۱۷۷ عار

عبد اللہ صاحب ۱۴۶ عہ

۱۴ - جولائی ۱۹۰۹ء

سلطان محمد صاحب ۲۳۷۲ للعہ

محمد حبیب اللہ صاحب ۲۳۷۱ للعہ

۱۶ - جولائی ۱۹۰۹ء

غلام محمد صاحب ۲۳۷۴ للعہ

۱۷ - جولائی ۱۹۰۹ء

خواجہ کمال الدین صاحب ۱۰۹ للعہ

محمد عمر خان صاحب ۱۵۷ عہ

فضل الٰہی صاحب ۲۴۴ عار

۱۹ - جولائی ۱۹۰۹ء

حافظ محمد یوسف صاحب ۴۹۲ سے ر

حیات علی صاحب ۱۹۲ سے ر

غلام محمد صاحب ۴۹۱ عہ

۲۱ - جولائی ۱۹۰۹ء

قربان حسین صاحب ۴۷۱ عار

منصب علی خان صاحب ۲۴۴ عہ

ممتاز علی خان صاحب ۳۰۷ للعہ

۲۳ - جولائی ۱۹۰۹ء

امام الدین صاحب ۵۴۷ ۸ر

محمد یٰسین صاحب ۳۵۵ عار

احمد الدین صاحب ۱۸۶ عہ

پیر برکت علی صاحب عہ

۲۴ تا ۲۸ - جولائی ۱۹۰۹ء

غلام احمد صاحب ۳۳۲ سے

چانن خان صاحب ۵۷۹ عار

فیاض علی صاحب ۲۴۴ عہ

محمد حسن صاحب ۵۴۴ عار

سید احمد حسن صاحب ۲۳۹ للعہ

ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ۴۳۰۴ للعہ

مرزا فقیر اللہ بخش صاحب ۶۴۶ عار

عباس علی صاحب ۶۹۶ عار

مستری احمد الدین صاحب ۱۲۰ للعہ

نواب الدین صاحب ۶۳۸ عار

غلام نبی صاحب ۳۷۷ عہ

میاں اللہ بخش صاحب ۵۶۵ عار

محمد اعظم صاحب ۶۴۴ عار

عمر حیات صاحب ۱۹۱ عہ

پیر بادشاہ صاحب ۲۳۸۰ للعہ

۲۹ - جولائی ۱۹۰۹ء

عبد الغنی صاحب ۲۰۹۹ صہ

گلاب الدین صاحب ۷۳۵ ۵ر

حاجی احمد صاحب ۱۳۶۷ عہ

منگل خان صاحب ۱۴۴ سے

۳۰ و ۳۱ جولائی ۱۹۰۹ء

محمد محسن صاحب ۲۱۱۷ عہ

جلال الدین صاحب ۷۲۰ سے

نور احمد صاحب ۶۸۹ عار

میاں محمد صدیق صاحب ۱۸۷ سے ر

سردار خان صاحب ۷۶۶ للعہ

غلام رسول صاحب ۶۶۶ عہ

مولا بخش صاحب ۷۲۵ عار

ولی محمد صاحب ۶۱۶ عہ

محمد حیات صاحب ۲۶۴ عہ

میاں ولی محمد صاحب ۷۶۹ عار

عبد الرحمٰن صاحب ۵۹۳ عار

محمد یوسف صاحب ۷۱۹ عار

مرزا رحیم بیگ صاحب ۹۴۵ عار

میاں بہادر علی صاحب ۸۵۷ ۱۵ر

۲ - اگست ۱۹۰۹ء

میاں الٰہ بخش صاحب ۶۰۲ عار

محمد عمر صاحب ۵۴۹ للعہ

۳ - اگست ۱۹۰۹ء

شاہی حکیم محمد علی صاحب ۲۳۷۹ للعہ

امجد عبد المجید صاحب ۹۶۴ عہر

۴ - اگست ۱۹۰۹ء

چراغ الدین صاحب ۹۸۰ عار

چودہری اللہ دتا صاحب ۵۹۸ عار

ہمزا اللہ خان صاحب ۷۰۵ عار

مدد علی صاحب ۱۱۴۰ عار

رسول بخش صاحب کیرنگ ۴۸۲ عہ

قربان علی صاحب ۸۵۳ ۸ر

۵ - اگست ۱۹۰۹ء

محمد اسمٰعیل صاحب ۴۲۸ عار

غلام رسول صاحب ۹۱۵ عار

بانغ الدین صاحب ۱۶۷ عار

عنایت اللہ صاحب ۲۵۷ عار

نادر خان صاحب ۹۴ افریقہ صہ

حاجی امیر الدین صاحب ۶۸ للعہ

محمد ابراہیم صاحب ۹۶ صہ

میاں حاکم علی صاحب ۹۸ صہ

چودہری محمد سرفراز خان صاحب ۱۷۹ صہ

میاں میراں بخش صاحب شیخوپورہ للعہ

۶ - اگست ۱۹۰۹ء

میاں محمد بخش صاحب ۷۴۷ عہ

سید محمد اسمٰعیل صاحب ۱۸۳۴ عار

محمد ابراہیم صاحب ۹۹۲ عار

چودہری عبد المنان صاحب ۶۰۳ عہ

محمد صدیق صاحب ۸۳۸ للعہ

محمد یوسف صاحب ۶۸۶ للعہ

حافظ محمد دین صاحب ۲۵۸ عہ

امیر الدین صاحب ۱۳۰۶ عہر

کریم بخش صاحب ۱۱۰۱ للعہ

حسن محمد صاحب ۱۰۹۳ عار

ہاشم علی صاحب ۹۴۰ عار

مورخہ ۱۲ - اگست ۱۹۰۹ء

بابو عبد العزیز صاحب ۲۰۸۰ عہر

محمد اشرف صاحب ۱۰۶۹ للعہ

عبد العزیز صاحب ۱۳۱۶ عہر

غلام محمد صاحب ۱۰۳۱ للعہ

عبد الواحد خان صاحب ۷۶۴ للعہ

محمد افضل صاحب ۹۱۶ عار

فضل کریم صاحب ۱۲۸۹ عار

تمری خان صاحب ۱۱۶۲ عار

پھول محمد صاحب ۵۹۶ عہ

۱۳ - اگست ۱۹۰۹ء

امیر اللہ صاحب ۳۵۴ عار

نبی بخش صاحب ۱۴۲۵ عہ

سکرٹری خادم الاسلام ۸۵۹ عار

عبد العزیز صاحب ۱۰۷۵ عار

مورخہ ۱۴ - اگست ۱۹۰۹ء

محمد علی صاحب ۱۳۳۰ للعہ

میاں غلام رسول صاحب ۱۱۶۹ للعہ

میاں محمد دین صاحب ۱۲۵۰ عار

عبد اللہ خان صاحب ۸۸۲ ۸ر

میاں عبد العزیز خان صاحب ۱۷۶ للعہ

فتح محمد صاحب ۲۳۷۲ عہ

محمد عبید اللہ صاحب ۱۹۴ عہر

مورخہ ۱۶ - اگست ۱۹۰۹ء

عبد الرحمٰن صاحب ۲۳۹۰ عہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۱۰۱ للعہ

محمد حسین صاحب ۲۱۴۳ للعہ

میاں محمد دین صاحب ۱۳۷۵ ۱۰ر

میاں خدا بخش صاحب ۱۴۰۴ للعہ

عبد الحق صاحب ۱۳۵۴ عار

کریم الدین صاحب ۱۳۴۶ ۸ر

شیخ غلام قادر صاحب ۲۰۲۵ عہ

شاہ دین صاحب ۱۲۲۳ عار

محمد حسین صاحب ۱۴۴۴ ۱۰ر

عبد الرحمٰن صاحب ۵۲۷ للعہ

غلام رسول صاحب ۱۱۱۱ عہ

جمال الدین صاحب ۵۲ للعہ

مولا بخش صاحب ۹۷۲ عہر

الٰہی بخش صاحب ۹۲۱ عہ

میاں عبد اللہ صاحب ۹۳۶ عار

میاں محمد صاحب ۱۴۲۵ ۸ر

میاں فرزند علی صاحب ۲۱۰۴ عار

محمد افضل خان صاحب ۳۴ للعہ

محمد سعید الدین صاحب ۹۶۸ عار

قاسم علی صاحب ۲۱۳ للعہ

مورخہ ۱۷ - اگست ۱۹۰۹ء

محمد حسین صاحب ۱۸۹۵ للعہ

شمس الدین صاحب ۱۶۳۴ للعہ

مورخہ ۱۸ - اگست ۱۹۰۹ء

محبوب عالم صاحب ۵۹۵ للعہ

عبد الرحمٰن صاحب ۱۴۸۴ عار

میاں غلام محمد صاحب ۱۵۰۵ للعہ

غلام حسین صاحب ۱۵۲۴ للعہ

غلام مصطفٰے صاحب ۱۵۸۷ للعہ

میاں محمد دین صاحب ۳۰۶ للعہ

راجن شاہ صاحب ۱۹۴۰ عار

جلیل احمد صاحب ۸۲۹ عار

غلام محمد صاحب ۳۰۳ للعہ

میاں غلام محی الدین صاحب ۴۴ للعہ

عطا محمد صاحب ۱۶۲۵ عار

محمد عبد اللہ صاحب ۱۵۲۵ عار

عبد العزیز صاحب ۱۳۲۴ للعہ

محمد حسین صاحب ۱۳۱۴ ۱۰ر

مورخہ ۱۹ - اگست ۱۹۰۹ء

وزیر خان صاحب ۹۴۷ للعہ

امام الدین صاحب ۱۲۹۶ عار

عبد الکریم صاحب ۱۱۳۴ سے

غلام مرتضٰے صاحب ۱۳۵۰ للعہ

محمد حسین صاحب احمدی ۱۱۷۲ عہر

غلام رسول صاحب ۹۶۳ ۸ر

غلام حیدر صاحب ۲۱۶۴ للعہ

ذوالفقار علی خان صاحب ۵۳۲ للعہ

فضل الرحمٰن صاحب ۱۵۷۴ عا/ ۸
وزیر محمد صاحب ۱۵۶۷ للعہ/
اقبال علی صاحب ۱۴۸۳ عا/
مورخہ ۲۰۔ اگست ۱۹۰۹ء
محمد شفیع صاحب عہ/
شاہدین صاحب ۲۲۳۸ بقایا عہ/
چودہری غلام محمد صاحب ۹۴۸ للعہ/
محمد صدیق صاحب ۲۱۱۲ عا/ ۸
غلام حسین صاحب ۶۸۰ للعہ/
عزیز بخش صاحب ۴۵ للعہ/
میاں رحیم بخش صاحب ۱۸۱۱ ۸/
دیسراج صاحب ۱۷۷۹ ۱۵/
ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ۱۵۴۶ للعہ/
اسماعیل آدم صاحب ۶۰ للعہ/
مظفر احمد صاحب ۱۵۵۹ للعہ/
محمد علی صاحب ۱۴۶۱ عہ/ ۸
طالب علی خان صاحب ۲۰۷۷ عہ/
سید ناصر شاہ صاحب ۳۵ للعہ/
گل حسن صاحب ۱۸۲۲ عہ/
میاں عبد الحکیم خان صاحب ۸۱۵ للعہ/
صدر الدین صاحب ۲۰۱۲ عا/ ۲
میاں خداداد صاحب ۱۷۵۳ عا/
میاں محمد محسن صاحب ۱۸۱۶ عا/
نور احمد صاحب ۱۷۵۹ عا/
میاں محمد بخش صاحب ۱۰۲۳ عا/
امیر اللہ خان صاحب ۱۹۱۳ عا/
میاں فضل الٰہی صاحب ۱۲۴۳ عا/
میاں خدا بخش صاحب ۱۶۹۳ للعہ/
محبوب عالم صاحب ۱۶۶۳ عا/
غلام اکبر خان صاحب ۲۰۸۴ عا/
مرزا عبد الغنی صاحب ۱۹۶۲ عہ/ ۹
بابو محمد شفیع صاحب ۷۳۰ للعہ/
عبد الغنی صاحب ۱۷۹۰ عا/
نبی بخش صاحب ۱۲۷۹ عا/
عبد المجید صاحب ۱۰۳۴ للعہ/
ابو الحمید صاحب ۱۲۸ للعہ/
عبد الحق صاحب ۱۶۰۹ للعہ/

نواب خان صاحب ۲۳۳۳ عہ/
مورخہ ۲۳۔ اگست ۱۹۰۹ء
مولوی تاج محمد صاحب ۱۶۷۸ عا/
محمد اکرم بیگ صاحب ۶۵ ے/
نور محمد صاحب ۱۹۴۷ عہ/
منشی عبد اللہ صاحب مالاکنڈ عا/ ۸
محمد عظیم صاحب ۲۳۸۱ عا/ ۸
خوشی محمد صاحب ۲۰۰۹ عہ/ ۸
مورخہ ۲۳۔ اگست ۱۹۰۹ء
محمد فضل قادر صاحب ۱۸۶۸ للعہ/ ۲
شیخ غلام حیدر صاحب ۱۲۶۵ عا/
عزیز الدین صاحب ۱۶۵۷ عا/
میاں اللہ دوایا صاحب ۱۶۰۷ ے/ ۱۵
خلیل الرحمان صاحب ۱۶۳۶ للعہ/
احمد حسین صاحب ۱۸۸۰ للعہ/
زمان شاہ صاحب ۱۴۶۵ للعہ/
شیر محمد صاحب ۳۰۳ للعہ/ ۱۵
غلام نبی صاحب ۶۰۱ للعہ/
نذیر حسین صاحب ۱۱۵ ے/
مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۹۰۹ء
خلیفہ محمد صادق صاحب ۱۸۱۵ للعہ/
شیخ حسین صاحب ۷۵۷ للعہ/
نذر محمد صاحب ۵۸۲ للعہ/
سید عمر صاحب ۱۷۳۸ للعہ/
کبیر الدین صاحب ۱۸۲۳ للعہ/ ۲
عالمگیر خان ۱۳۵۹ عا/
قادر خان صاحب ۸۲۸ عہ/
مورخہ ۲۵۔ اگست ۱۹۰۹ء
میاں محمد بخش صاحب ۲۰۴۸ عا/ ۷
فضل الدین صاحب ۱۵۹۴ للعہ/
اکرام صاحب ۱۱۳۸ للعہ/ ۴
نصیر خان صاحب ۱۴۳۱ للعہ/
مورخہ ۲۶۔ اگست ۱۹۰۹ء
میر محمد اسماعیل صاحب ۱۰۷ للعہ/
محمد حسین صاحب ۴۰۰ للعہ/
گل محمد صاحب ۱۸۳۳ للعہ/
فضل کریم صاحب ۱۴۸۰ عا/

قادر خان صاحب ۱۶۲۵ آرام اینڈ کو بقایا ۱۹۰۸ء عا/ ۷
مورخہ ۲۷۔ اگست ۱۹۰۹ء
محمد یوسف صاحب ۱۷۰۰ عا/ ۱۲
عظیم الدین صاحب ۵۸۳ للعہ/ ۱۵
مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۹۰۹ء
ظہور احمد صاحب ۱۱۱۲ للعہ/ ۶
عابد حسین صاحب ۱۲۸۴ للعہ/
نواب علی صاحب ۱۵۸۱ ۸/
ہارون محمد صاحب ۱۷۶ عا/
محمد علی صاحب ۱۷۷۰ للعہ/
مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۹۰۹ء
عبد الحمید صاحب ۱۸۲۵ عا/
عبد العزیز صاحب ۱۹۳۹ عا/
ابو سعید صاحب ۱۱۷۱ للعہ/
میاں سراج الدین صاحب ۲۱۹۱ عا/
محمد رحیم بخش صاحب ۲۲۸۰ للعہ/
مورخہ ۳۰۔ اگست ۱۹۰۹ء
ولائت شاہ صاحب ۱۸۶۴ للعہ/
محمد حسین صاحب ۱۴۸۹ للعہ/
میاں منگر صاحب ۲۰۱۰ عا/ ۸
میاں عبد الحق صاحب ۲۱۳۰ للعہ/
صدر الدین صاحب ۱۸۴۳ عا/
ابراہیم صاحب ۱۶۱۲ للعہ/
محمد عبد الواحد صاحب ۶۷۷ للعہ/
میاں محمد دین صاحب ۹۹۴ عا/
فضل الٰہی صاحب ۱۹۶ للعہ/
مورخہ ۳۱۔ اگست ۱۹۰۹ء
سید احمد حسین صاحب ۱۱۷۵ عا/
رحمت اللہ صاحب عا/
یار محمد صاحب ۶۳۹ عہ/
یکم ستمبر ۱۹۰۹ء
میاں دل محمد صاحب ۲۲۶۵ ے/
نصر اللہ خان صاحب ۲۱۵۵ ے/
شیراز خان صاحب ۱۳۱۹ عا/
عابد علیشاہ صاحب ۱۷۵ للعہ/
احمد الدین صاحب ۲۳۶۴ عا/
محمد تقی صاحب ۶۳ عا/ ۸

مورخہ ۲۔ ستمبر ۱۹۰۹ء
نور محمد صاحب ۱۲۸۲ عہ/
میاں کرم علی صاحب ۱۴۰۰ للعہ/
ظفر حسن صاحب ۲۳۶۳ عا/
رحمت اللہ صاحب ۲۳۴۶ عا/
نظام الدین صاحب ۲۱۱۴ عہ/ ۴
عبد القادر صاحب ۲۲۸۱ للعہ/
سلطان علی صاحب ۲۳۷۷ عا/
ڈاکٹر محمد دین صاحب ۲۲۱۸ عا/
شیخ نور احمد صاحب ۲۱۷۰ للعہ/
الٰہ داد خان صاحب ۲۳۶۵ عا/
مورخہ ۳۔ ستمبر ۱۹۰۹ء
رحمت اللہ صاحب شاہ گڑھ ۲۲۶۷ عا/ ۸
نور احمد صاحب ۲۲۷۷ عا/ ۸
غلام دستگیر صاحب ۹۷۳ للعہ/
عبد العزیز صاحب ۱۷۱۳ عا/
رحیم بخش صاحب ۱۷۲۷ عا/
عاقل شاہ صاحب ۲۲۹۴ عا/
میراں بخش صاحب ۲۲۴۹ عا/ ۸
عبد المجید صاحب ۲۱۳۷ للعہ/
نور الدین صاحب ۱۰۸۳ عا/
محمد بخش صاحب ۲۳۸۲ عا/
ڈاکٹر محمد امین صاحب ۲۲۵۱ ے/
مورخہ ۴۔ ستمبر ۱۹۰۹ء
اللہ دتا صاحب ۲۲۹۲ عہ/ ۱۲
غلام محی الدین صاحب ۲۳۵۳ عا/
ابراہیم صاحب ۲۳۱۲ عہ/ ۱۱
سیٹھ کریم بخش صاحب ۲۲۸۷ ے/
احمد الدین صاحب ۲۱۵۳ للعہ/
چودہری بڈہی خان صاحب ۲۰۱۹ عا/
سلطان محمود بیگ ۲۲۱۳ للعہ/
مورخہ ۶۔ ستمبر ۱۹۰۹ء
میاں خیر الدین صاحب ۱۷۷۸ عا/
غلام رسول صاحب ۲۰۳۵ للعہ/
میاں غلام محمد صاحب ۲۳۱۰ عہ/ ۱۱
احسان علی صاحب ۲۲۰۲ عا/
فیاض الدین احمد صاحب ۲۱۹ عا/
پیر محمد صاحب ۱۳۹۹ ے/

مورخہ ۷۔ ستمبر ۱۹۰۹ء
میاں مراد بخش صاحب ۱۱۸۸ للعہ/ ۲
میاں محمد شعبان صاحب ۲۳۶۷ عا/
سید مسعود شاہ صاحب ۱۸۰۶ عا/
مورخہ ۸۔ ستمبر ۱۹۰۹ء
عبد الستار شاہ صاحب ۳۹۱ للعہ/
عبد المجید کمپونڈر صاحب ۲۰۶۹ عا/ ۴
شاہ سرن صاحب ۲۲۹۵ عا/
ناصر الدین صاحب ۲۲۸۳ عہ/ ۸
میاں حسن دین صاحب ۲۱۵۰ عہ/ ۸
فضل احمد صاحب ۲۲۶ عا/
میاں سعد اللہ صاحب ۱۱۵۷ عا/
نظیر حسین صاحب ۲۲۹۷ عہ/ ۱۵
مورخہ ۱۰۔ ستمبر ۱۹۰۹ء
میاں اللہ رکھا صاحب ۲۲۶۰ عہ/ ۱۵
امام بخش صاحب ۱۲۷۳ للعہ/ ۱
عبد الحفیظ صاحب ۲۳۱۹ عا/
رئیس الدین صاحب ۱۵۳۲ للعہ/
عبد الستار شاہ صاحب ۹۳۱ للعہ/
عبد القادر صاحب ۲۲۹۸ عہ/ ۱۵
۱۱۔ ستمبر ۱۹۰۹ء
میاں سلیمان صاحب ۲۲۳۹ عہ/ ۱۵
منصب علی صاحب ۲۳۵۱ عا/
محمد امیر صاحب ۹۳۷ للعہ/
میاں غلام رسول صاحب ۲۲۹۳ للعہ/
غنی بٹ ۲۰۳۲ عا/ ۵
۱۳۔ ستمبر ۱۹۰۹ء
میاں اعظم صاحب ۲۴۶ عا/
غلام رسول صاحب ۲۳۱۷ عا/ ۱۲
۱۴ و ۱۵۔ ستمبر ۱۹۰۹ء
محمد امام الدین صاحب ۲۱۵۸/۸۲۵ عا/
محمد اسمٰعیل صاحب ۲۲۲۳ عا/
ظفر حسین صاحب ۱۵۳۵ للعہ/
مورخہ ۱۶۔ ستمبر ۱۹۰۹ء
میاں معراج الدین صاحب ۲۲۶۱ عہ/
میاں نور احمد صاحب ۲۲۶ عہ/
شیخ علاؤ الدین صاحب ۱۸۳۶ عہ/